Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبری ۶۷

جلد ۱۱ | ۱۴ر احسان ۱۳۴۱ ہش | ۱۱ر محرم ۱۳۸۲ھ | ۱۴ر جون ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۴

اخبار احمدیہ

ربوہ ۹ر جون (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ میں مظہر ہے کہ

کل بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف کی شکایت رہی مگر پرسوں کی نسبت کچھ طبیعت اچھی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۹ر جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو کل پھر ہلکی سی حرارت ہو گئی۔ آج صبح سے پیٹ میں ایک مقام پہ ہلکی ہلکی درد ہو رہی ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف مورخہ ۷ جون کو لاہور سے واپس ربوہ تشریف لے آئے تھے۔ احباب جماعت موصوف کی شفائے کامل و عاجل کیلئے توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۲ر جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ خود محترم میاں صاحب حیدرآباد دکن تشریف لے گئے ہیں۔ سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور خیریت سے واپس دارالامان لائے۔

مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے ایمان افروز حالات

”اسلام ایک زبردست روحانی قوت ہے“

اگر عیسائیت میں روحانی قوت موجود ہوتی تو ڈاکٹر بلی گراہم ضرور مقابلہ پر آتا!

مشرقی افریقہ میں سالہا سال تک نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے کے بعد مبلغ اسلام محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب حال ہی میں ربوہ (پاکستان) واپس تشریف لائے ہیں۔ مورخہ ۱۸ر مئی کو آپ نے ایک عام جلسہ میں مشرقی افریقہ کے دلچسپ تبلیغی حالات پر ایک پُر از معلومات تقریر فرمائی۔ افادۂ احباب کی خاطر اس کا خلاصہ اخبار الفضل سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

احمدیہ مشن کا قیام اور تبلیغی مساعی

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے اپنی دلچسپ اور پُر از معلومات تقریر کے آغاز میں مشرقی افریقہ میں باقاعدہ احمدیہ مشن کے قیام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ۱۹۳۴ء میں جماعت احمدیہ نیروبی (جو اس وقت تمام تر ہندوستانی مسلمانوں پر ہی مشتمل تھی) کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو مشرقی افریقہ بھجوایا۔ اور اس طرح وہاں منظم طور پر تبلیغ اسلام کا سلسلہ شروع ہوا۔ شدید قسم کے مقابلے اور متواتر مخالفت کے باوجود آپ وہاں دس سال تک اکیلے کام کرتے رہے۔ اس تمام عرصہ کا بیشتر حصہ مخالفانہ کارروائیوں کے مقابلوں، پبلک لیکچروں، بحث و تمحیص اور مناظروں وغیرہ میں گذرا۔ نیز آپ نے تبلیغ کے حلقے کو وسیع کرنے اور اسے زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے نہ صرف سواحیلی زبان سیکھی بلکہ اس میں دسترس اور مہارت حاصل کی کہ آپ اس زبان میں تقریر و تحریر کے ذریعہ اپنے مافی الضمیر کو بہت خوبی اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنے کے قابل ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقی باشندوں کے اسلام قبول کرنے اور جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سے قبل ایک بھی افریقی باشندہ جماعت میں شامل نہ تھا۔ دن بدن تبلیغ کے راستے کھلتے چلے گئے اور مختلف مقامات پر جماعتیں قائم ہونے لگیں۔ اسی عرصہ میں ”مپانزے یا مونگو“ یعنی ”محبت الٰہی“ کے نام سے سواحیلی میں ایک اسلامی اخبار جاری ہوا اور آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف ”کشتی نوح“ کا سواحیلی ترجمہ تیار کر کے شائع کیا اور اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت عمل میں آئی۔

دس سال کے بعد مرکز سے مزید مبلغین پہنچنے شروع ہوئے اور بیک وقت مشرقی افریقہ کے تمام علاقوں میں منظم طور پر تبلیغ اسلام ہونے لگی۔ نہایت شاندار مساجد اور مشن ہاؤسز کا قیام عمل میں آیا۔ نیز آپ نے سالہا سال کی محنت کے بعد قرآن مجید کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کیا اور اسے نہایت اعلیٰ پیمانے پر طبع کرا کر سارے مشرقی افریقہ میں پھیلایا جسے وہاں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی اور تمام علمی طبقوں نے اس ایک زبردست خدمت کو بہت سراہا اور اخبارات میں اس پر بہت شاندار تبصرے شائع ہوئے۔

خوشکن نتائج

۱۹۳۴ء سے لے کر آج تک کی تبلیغی جدوجہد کا اجمالاً ذکر کرنے کے بعد آپ نے اس کے خوشکن نتائج پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا جہاں ۱۹۳۴ء سے قبل کوئی ایک افریقی باشندہ بھی احمدی نہ تھا آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشرقی افریقہ کے طول و عرض میں متعدد ایسے مقامات ہیں جہاں افریقن احمدی پائے جاتے ہیں اور وہاں منظم جماعتیں قائم ہیں۔ پہلے وہاں احمدیوں کی کوئی حیثیت نہ تھی وہاں انہیں ادنیٰ حیثیت کا شہری شمار کیا جاتا تھا۔ ان پر آوازے کسے جاتے تھے۔ ان کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا اور بازاروں میں ان پر پتھر برسائے جاتے تھے۔ لیکن اب خدا کے فضل سے وہ پہلی سی حالت نہیں ہے اب احمدیوں کو وہاں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں یہ پوزیشن عطا فرمائی ہے کہ وہاں کے افریقن احمدی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور قوم و ملک اور اسلام کی نہایت بے لوث خدمت بجا لا رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ٹانگانیکا میں دو افریقن احمدی ڈویژنل کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔ اسی طرح وہاں پارلیمنٹ کے بعض ممبر بھی احمدی ہیں۔ ان میں سے ایک جناب امری عبیدی بھی ہیں جو قبل ازیں دو سال تک ربوہ میں مقیم رہ کر علم دین حاصل کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی لیاقت عطا کرنے کے ساتھ ساتھ دلیر بھی بنایا ہے۔ پچھلے دنوں وہاں اسمبلی میں حقوق شہریت کا بل پیش ہوا جس کے پاس نہ ہونے کی صورت میں وہاں ایشیائی باشندوں کے لئے سخت مشکلات پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ اسمبلی میں اس کی شدید مخالفت ہوئی۔ اس موقعہ پر جناب امری عبیدی نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ انہیں ایسی تقریر کرنے کی توفیق دے کہ جس سے ممبروں کی رائے بدل جائے اور حکومت کی حسب منشاء بل پاس ہو جائے تاکہ افریقیوں کے ساتھ ساتھ ایشیائی اور یورپی باشندے بھی مساوی حقوق شہریت کے حقدار قرار پا سکیں۔ چنانچہ امری عبیدی نے بتوفیق الٰہی ایسی زبردست اور معرکۃ الآراء تقریر کی کہ ممبروں کی رائے یکسر بدل گئی۔ جونہی آپ نے تقریر ختم کی تو وزیر اعظم چل کر آپ کے پاس آئے اور آپ سے بغلگیر ہو کر نہایت مدلل اور کامیاب تقریر پر آپ کو مبارکباد دی۔ اخبارات نے آپ کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اس ہال میں ایسی عمدہ تقریر آج تک نہیں ہوئی۔ یورپی اور ایشیائی باشندوں نے بھی آپ کی تقریر کو بہت سراہا۔ اور بعض کی زبان سے تو یہ فقرہ نکلا کہ

THIS IS THE PRODUCT OF THE AHMADIYYA MUSLIM MISSION

یعنی یہ احمدیہ مشن کا ہی ایک ثمرہ ہے۔ جناب امری عبیدی نہ صرف ٹانگانیکا پارلیمنٹ کے ممبر ہیں بلکہ آپ کو ایسٹ افریقن اسمبلی کی رکنیت بھی حاصل ہے۔ یہ امری عبیدی ہی تھے جنہوں نے ٹانگانیکا میں عید الاضحی کی تعطیل کا سوال اٹھایا اور انہی کے زور دینے پر یہ فیصلہ ہوا کہ جمعہ کے دن سرکاری دفتروں میں مسلمان ملازمین کو بارہ بجے کے بعد رخصت ہوگی تاکہ مسلمان جمعہ کی نماز ادا کر سکیں۔ ان سب امور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اسی طرح کینیا اور یوگنڈا کے افریقن احمدی بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ایک بھائی جناب زکریا کزیٹو جو چند سال پیشتر ربوہ میں تعلیم

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

مخلصین جماعت
حضرت صاحب کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں

—— رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ——

چند دن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز غالباً گرمی کی شدت اور بیماری کے لمبا ہو جانے کی وجہ سے کچھ زیادہ کمزوری محسوس فرماتے ہیں۔ مخلصین جماعت کو چاہیئے کہ حضور کی صحت کے لئے صبر اور عزم کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں اور اس معاملہ میں ہرگز سست نہ ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ دعاؤں کے زمانہ کے لمبا ہو جانے سے ہرگز کبھی گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ مومن کی دعاؤں کا زمانہ جتنا زیادہ لمبا ہوتا ہے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں جتنی دیر لگتی ہے۔ اتنی ہی وہ خدا تعالیٰ کی رحمت کو زیادہ کھینچتی ہے۔ کیونکہ ہمارا آسمانی آقا اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ میرا بندہ کسی صورت میں بھی مایوس ہو کر تھکتا نہیں۔ بلکہ ہر حال میں میری رحمت کا امیدوار رہتا ہے اور میرے دامن کو نہیں چھوڑتا۔ اسی لئے دیر سے قبول ہونے والی دعاؤں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اکثر صورتوں میں موجب رحمت و برکت قرار دیا ہے۔ بعض بزرگوں نے اپنے مقاصد کے لئے بیس بیس تیس تیس سال تک دعائیں کیں اور نہ تھکے۔ اور نہ مایوس ہوئے اور آخر اپنے گوہر مقصود کو پالیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام سات سال (بلکہ بعض روایتوں کے مطابق سترہ سال) خطرناک بیماریوں میں مبتلا رہے۔ مگر صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔

علاوہ ازیں اگر کوئی دعا قبول نہ ہو کیونکہ خدا تعالیٰ بہرحال آقا اور مالک ہے اور ہم سب اس کے عاجز بندے اور مملوک ہیں۔ تو اس صورت میں بھی بہرحال سچے مومنوں کی دعا ضائع نہیں جاتی بلکہ وہ عبادت کا رنگ اختیار کر کے اجرِ عظیم کا موجب بنتی ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ دعاؤں میں ہرگز سست نہ ہوں بلکہ صابر بندوں کی طرح خدا کے دامن سے لپٹے رہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اڑتالیس سالہ خلافت کے عظیم الشان کارناموں کو یاد کر کے خدا تعالیٰ کی رحمت کے طالب ہوں اور اسلام اور احمدیت کے جھنڈے کو اکناف عالم میں دن رات بلند کرنے میں لگے رہیں۔ حتیٰ کہ وقت آجائے کہ

پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

دنیا نے کس راستباز کو اس کے وقت میں شناخت کیا؟ قرآن تو یہی کہتا ہے کہ ہر صادق انسان کو ہنسی اور انکار کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ لیکن اپنے وقت پر وہ دن بھی انشاء اللہ ضرور آئے گا جو مسیح مہدی نے فرمایا ہے کہ:-

امروز قوم من نشناسد مقام من　　روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

دنیا کی تاریخ جب اسلام کے دور ثانی کے نقوش کو نمایاں کرے گی۔ تو انشاء اللہ ان نقوش میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی کی تصویر شاندار ہو کر ابھرے گی۔ وذالک تقدیر العزیز الحکیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲/۶/۶۲

ولادتیں

۱۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۲۸ مئی کو خاکسار کو فرزند عطا فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ از مدراس

۲۔ قادیان ۹ رجون۔ آج مکرم ستری محمد حسین صاحب درویش قادیان کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔ اور مکرم ملک نذیر احمد صاحب سیالکوٹی درویش قادیان کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہر دو نومولودین کو نیک صالح بنائے اور شرہ بارکرے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

درخواست دعا خاکسار ۱۰ رجون کو ایم بی بی۔ ایس سیکنڈ ایئر کے ایک مضمون کا امتحان دے رہا ہے۔ احباب جماعت سے نہایت عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ محض للہ میری کامیابی کے لئے دعا فرمائیں تا میری ذہنی پریشانی دور ہو اور دیگر پریشانیوں سے نجات حاصل ہو آمین۔ خاکسار مبارک احمد از سرینگر

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی حیدرآباد (دکن) میں آمد

تشریف آوری اور استقبال بتاریخ یکم جون ۱۹۶۲ء محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بذریعہ طیارہ حیدرآباد تشریف لائے۔ بیگم پیٹ ہوائی اڈہ پر شاندار طور پر آپ کا استقبال کیا گیا۔ اس موقعہ پر حیدرآباد و سکندرآباد و یادگیر کی جماعتوں کے احباب کثیر تعداد میں ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ جونہی دلی کا ہوائی جہاز ٹھیک ۹ بجکر ۲ منٹ پر زمین پر اترا احباب امیر جماعت حیدرآباد و یادگیر و دیگر عہدیداران نے بڑھ کر محترم میاں صاحب کا استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ بی نے جماعت کے تمام احباب سے محترم میاں صاحب کا تعارف کروایا۔ ہوائی اڈہ سے محترم میاں صاحب روانہ ہوئے تو تقریباً ۱۵۔ ۱۶ موٹروں کا ایک جلوس پیچھے تھا۔ جن میں جماعت کے احباب بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت میاں صاحب کی موٹر آگے دو موٹر سائیکل سوار اور سب کے آخر میں ایک بس اور اس کے پیچھے ایک موٹر سائیکل سوار ایک روح پرور نظارہ پیش کر رہا تھا۔

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے مزار پر دعا جلوس سکندرآباد کے بازاروں سے گزرتا ہوا حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحبؓ کے مزار پر پہونچا۔ حضرت میاں صاحب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے آنکھیں اشکبار ہو گئیں روح پگھلنے لگی۔ اس مجاہد کی قبر پر جس نے اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے اپنا تن من دھن لگا دیا۔ آپ نے ایک لمبی دعا کروائی۔ یہاں سے حضرت سیٹھ صاحب کے مکان پر پہونچ کر جلوس منتشر ہو گیا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی چونکہ یہ جمعہ کا دن تھا اسلئے محترم صاحبزادہ صاحب نے احمدیہ جوبلی ہال میں جمعہ پڑھایا۔ احمدیہ جوبلی ہال احباب جماعت سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ آپ نے خطبہ جمعہ میں جماعت کی تربیتی امور میں خصوصیت سے انفرادی تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔

ایک نکاح کی تقریب اسی روز ۵ بجے سیٹھ محمد اسماعیل صاحب چنتہ کنٹہ کی دختر کا عقد مقرر تھا۔ سیٹھ صاحب کے مکان کے روبرو ایک نہایت وسیع شامیانہ نصب کیا گیا تھا۔ جس میں مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظام تھا۔ عقد کی تقریب کے سلسلہ میں مدراس سے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ مکرم مولوی کریم اللہ صاحب ایڈیٹر آزاد نوجوان، شموگہ سے مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ عقد کے معاً بعد اسی مقام پر جلسہ سیرۃ النبیؐ کے انعقاد کا پروگرام تھا۔ لیکن عین وقت پر غیر متوقع بارش کی وجہ سے ۸ بجے تک عقد نہ ہو سکا۔ البتہ دولہے کی آمد سے پیشتر مولوی امینی صاحب نے سیرۃ آنحضرت صلعم کے عنوان پر ۱۵ منٹ تقریر فرمائی۔ تقریباً ڈیڑھ دو ہزار کے قریب مہمان تھے۔ مہمانوں سے شامیانہ بھرا ہوا تھا۔ شامیانے کے باہر بھی لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ شہر کے معززین کے علاوہ منسٹرز، ایم ایل اے اور ایم۔ ایل سیز بھی مدعو تھے۔ جوں ہی پروفیسر صاحب کی تقریر ختم ہوئی۔ حضرت میاں صاحب خطبہ نکاح کے لئے کھڑے ہوئے مسنون آیات کی تلاوت کے بعد آپ نے ۵ منٹ تک خطبہ دیا اور جانبین کو قرآنی احکام کی روشنی میں نصائح فرمائیں۔ یہ نکاح سیٹھ محمد اسماعیل صاحب کی دختر رضیہ بیگم کا سیٹھ عبداللطیف صاحب ولد سیٹھ عبدالحی صاحب امیر جماعت یادگیر کے ساتھ ہوا۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے اور مثمر ثمرات حسنات بنائے (آمین)

خاکسار رشید احمد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد (دکن)

اعلان نکاح

مورخہ ۲۹/۵/۶۲ کو بعد نماز عشاء خاکسار نے برگینیا ضلع مظفرپور میں مکرم عبدالجبار صاحب کی صاحبزادی ساجدہ بیگم کا نکاح بابو رسول محمد جمشید پور کے ساتھ نو صد روپیہ مہر پڑھایا۔ بزرگان سلسلہ و درویشان دیار حبیب سے درخواست ہے کہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔ خاکسار محمد سلیمان برادر نسل امیر صوبہ بہار

اقتباس از تفسیر کبیر

اسلام اور مغربیت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے!

ہمارا فرض ہے کہ ہم مغربیت اور اسلام کے درمیان ایک ایسی دیوار حائل کر دیں کہ جس کے بعد مغربیت کیلئے ہمارے اندر داخل ہونے کا راستہ کھلا نہ رہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور نے سورۃ الفرقان کی حسب ذیل آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:-

"وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا"

اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملایا ہے جن میں سے ایک تو بہت میٹھا ہے اور دوسرا نمکین اور کڑوا ہے اور اُس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) ان دونوں کے درمیان ایک روک بنا دی ہے۔ اور ایسا سامان بنایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو پرے رکھتے ہیں ملنے نہیں دیتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے ماتحت جس طرح

مادی پانی

کے دو قسم کے ذخیرے بنائے ہیں۔ ایک ذخیرہ سمندر کے پانی کا بنایا ہے جو نمکین ہوتا ہے اور ایک ذخیرہ دریا کے پانی کا بنایا ہے جو میٹھا ہوتا ہے اور ان دونوں کے درمیان اُس نے ایسی حدود قائم کر دی ہیں جن کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو خراب نہیں کر سکتے۔ نہ کڑوا سمندر میٹھے دریاؤں کو خراب کر سکتا ہے اور نہ میٹھے دریا کڑوے سمندر کی تلخی کو دور کر سکتے ہیں اسی طرح آسمانی تعلیم جو میٹھے پانی کے مشابہ ہوتی ہے۔ اور کفر کی تعلیم جو نمکین پانی سے مشابہت رکھتی ہے ان دونوں میں ایک نمایاں اور بیّن امتیاز موجود ہوتا ہے اور ایک حدِ فاصل ان دونوں کو جُدا جُدا رکھتی ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ کافر مومن نہیں بن سکتا یا مومن کافر نہیں بن سکتا۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ کفر ایمان کی شکل نہیں اختیار کر سکتا اور ایمان کفر کی شکل اختیار نہیں کر سکتا اور ان دونوں میں

اتنا نمایاں اور بیّن اختلاف

ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ایک ملک ایک شہر بلکہ ایک محلہ میں مومن بھی رہتے ہیں اور کافر بھی۔ وہ ایک دوسرے سے تعلقات بھی رکھتے ہیں اُن سے مل کر کام بھی کرتے ہیں اُن کی خوشی اور غمی میں شریک بھی ہوتے ہیں مگر ان تمام تعلقات کے باوجود روحانی نقطۂ نگاہ سے وہ آپس میں کلی مغائرت رکھتے ہیں۔ اور جو میٹھے ثمرات ایک مذہب پر چلنے والے انسان کو حاصل ہو رہے ہوتے ہیں دوسرا شخص اُن سے بالکل محروم ہوتا ہے۔ گویا ایک برزخ ہے جو اُن دونوں کو جُدا رکھتی ہے۔

ایک سچے مذہب کا پیرو

اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے الہام سے مشرف ہوتا ہے۔ اُس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اُس پر آسمانی علوم اور معارف کا انکشاف ہوتا ہے مگر اُس کے پہلو میں بیٹھا ہوا ایک کافر انسان اس دنیا میں اندھوں کی طرح آتا ہے۔ اور اندھوں کی طرح ہی چلا جاتا ہے۔ اور آبِ حیات کو زہر سمجھتے ہوئے اُس سے دور رہتا ہے۔ اور زہر کو تریاق سمجھتے ہوئے اُسے اپنے منہ سے لگائے رکھتا ہے۔

غرض کفر اور ایمان کا اس دنیا میں موجود رہنا خدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت ہے۔ لیکن ان دونوں کے درمیان ایک حدِ فاصل قائم کر دی گئی ہے جو کفر اور ایمان کے امتیاز کو نمایاں کرتی رہتی ہے۔ مگر کفر اور ایمان کے مقابلہ کے علاوہ اس میں مغربیت اور دجالیت کے متعلق بھی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو قرآن کریم نے اپنے الفاظ میں ہی اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔ ھٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اور اُجاج سے یاجوج ماجوج دونوں قوموں کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں عَذْبٌ فُرَاتٌ رکھا ہے اور حِجْرًا مَّحْجُوْرًا میں بتایا کہ گو تمہیں ان دونوں اقوام سے مل کر رہنا پڑے گا مگر ایسی حالت میں بھی تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ تم میٹھے پانی کا سمندر ہو۔ اور وہ کڑوے پانی کا سمندر ہیں

تم مغربیت کی کبھی نقل نہ کرو

اور باوجود اُن میں ملے ہونے کے ایسے امور کے متعلق صاف طور پر یہ کہہ دیا کرو کہ تم اور ہو اور ہم اور ہیں جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم کفار کو صاف طور پر کہہ دو کہ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ (سورہ الکافرون ع ۱) گویا ایک برزخ تمہارے اور ان کے درمیان ہمیشہ حائل رہنی چاہیئے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ اُس وقت سے لے کر قیامت تک دجالی فتنہ سے بڑا فتنہ اور کوئی نہیں ہو گا (مشکوٰۃ باب العلامات بین یدی الساعۃ و ذکر الدجال) چنانچہ اس کی صداقت اس سے ظاہر ہے کہ پہلے زمانوں میں جو فتنے پیدا ہوتے تھے وہ صرف مقامی ہوتے تھے۔ مثلاً ہندوستان کا فتنہ مستقل ہوتا تھا اور وہ یونانی فتنہ سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح مصری فتنہ مستقل ہوتا تھا جو یونانی اور ایرانی فتنوں سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے ان فتنوں کا دین پر متفقہ حملہ نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کی مثال بالکل ایسی ہی تھی جیسے ایک ملک میں ڈاکو لوٹ مار کر رہے ہوں تو کچھ ایک طرف سے حملہ آور ہوں اور کچھ دوسری طرف سے۔ ڈاکوؤں سے ملک کا امن بیشک خطرہ میں پڑ جائے گا مگر حکومت تباہ نہیں ہو گی۔ حکومت ہمیشہ منظم طاقتوں سے تباہ ہوا کرتی ہے لیکن موجودہ فتنہ کے زمانہ میں ریل اور تار اور ریڈیو فون اور پریس کی ایجاد کی وجہ سے ایشیا افریقہ پر اثر انداز ہو رہا ہے اور افریقہ ایشیا پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ یورپ امریکہ پر اثر ڈال رہا ہے اور امریکہ یورپ پر اثر ڈال رہا ہے۔ اس لئے مختلف ممالک میں جو

مذہبی بے چینی

پائی جاتی ہے۔ وہ ساری دنیا میں یکساں طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ پس پہلے فتنوں اور موجودہ فتنہ میں یہ فرق ہے کہ یہ فتنہ ایک عالمگیر فتنہ ہے۔ جاپان گو عیسائی نہیں مگر اس کے خیالات کی رَو یورپ کے تابع ہے۔ چین گو عیسائی نہیں مگر اس کے خیالات یورپ کے تابع ہیں۔ اسی طرح ایران، ترکستان اور عرب عیسائی نہیں ظاہراً مسلمان ممالک ہیں مگر اُن کے خیالات کی رَو بھی یورپ کے تابع ہے۔ غرض اس زمانہ میں

تمام تحریکات ایک سلک میں

پروئی ہوئی اور ایک نظام کے ماتحت نظر آتی ہیں۔ جس سے اس فتنہ کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ پہلے انسان یہ خیال کرتا تھا کہ ایرانی یا یونانی یوں کہتا ہے۔ مگر اب یہ کہا جاتا ہے کہ دنیا کا ہر معقول پسند انسان یوں کہتا ہے۔ پہلے اگر کسی کے سامنے یہ کہا جاتا تھا کہ ایرانیوں کا یہ عقیدہ ہے تو سننے والا دل میں کہہ سکتا تھا کہ شاید باقی دنیا کا عقیدہ اس کے خلاف ہو اس لئے وہ مرعوب نہیں ہوتا تھا اور عملاً بھی ایسا ہی تھا۔ یعنی ایک وقت میں ایک ہی بدی سارے عالم میں پھیلی ہوئی نہ تھی۔ کسی ملک میں کوئی بدی ہوتی تھی۔ اور کسی ملک میں کوئی۔ اگر ہندوستان میں دہریت کی رَو تھی تو ایران میں بدعملی کی رَو تھی۔ یونان میں فلسفہ کی رَو تھی تو مصر میں مشرکانہ خیالات کی رَو تھی۔ پس اُن کے اعتراضات میں یکسانیت نہیں تھی اور مخالفت میں تنظیم نہیں پائی جاتی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں تمام خیالات ایک رَو اور ایک ہی سلک کے ماتحت ہیں جہاں سے بھی کوئی تحریک اُٹھتی ہے اس کا مقصد ایک ہوتا ہے اور وہ یہ کہ

دنیا کو خدا سے دور کر دیا جائے

اور مادیت کی طرف اُسے مائل کیا جائے۔ چین۔ جاپان۔ سائبیریا۔ ایران۔ افغانستان جہاں جاؤ۔ وہاں یہی مرض دکھائی دے گی۔ ہر شخص دنیا کو دین پر مقدم کر رہا ہو گا۔ اور ہر شخص کی یہ کوشش ہو گی کہ دنیا سے خدا تعالیٰ کی محبت کو مٹا دیا جائے۔ یہ چیز پہلے کبھی ساری دنیا میں ایک وقت میں نہیں پائی جاتی تھی

دوسری چیز جو امتیازی رنگ رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ پہلے جتنے حملے ہوتے تھے وہ فلسفیانہ ہوتے تھے۔ اور فلسفہ کی بنیاد وہم اور خیال پر ہے مگر اس وقت جتنے حملے ہو رہے ہیں۔ وہ

سائنس کی بنا پر

ہوتے ہیں اور سائنس کی بنیاد مشاہدہ پر ہے
فلسفیانہ اعتراضات کے جواب میں تو
انسان بڑی دلیری سے کہہ سکتا ہے کہ
یہ تمہارے ڈھکوسلے ہیں۔ لیکن مشاہدہ
پر بنیاد رکھتے ہوئے جب کوئی سوال
پیش کیا جائے تو اس کا جواب دینا مشکل
ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا کہ اس دنیا کی زندگی ہی
اصل زندگی ہے۔ مرنے کے بعد جو کچھ
ہوتا ہے وہ کس نے دیکھا کہ وہاں آرام
و آسائش میسر آسکے گی۔ ایک فلسفیانہ
خیال ہے اور اسے سن کر ایک انسان
متاثر ہو سکتا ہے مگر دوسرا شخص یہ
بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو درست ہے کہ اگلے
جہان کا ثواب اور عذاب کسی نے نہیں
دیکھا لیکن اگلے جہان میں ثواب اور
عذاب کا نہ ملنا بھی تو تم نے نہیں دیکھا
اس لئے دونوں نظریات سائنس کے
لحاظ سے برابر حیثیت رکھتے ہیں۔
لیکن ذرات عالم کی بناوٹ پر اپنے
خیالات کی بنیاد رکھتے ہوئے۔ اور یہ
ثابت کرتے ہوئے کہ دنیا کا ذرہ ذرہ
ایسی تنظیم کی ضرورت رکھتا ہے
کہ کارخانہ عالم خود بخود چلتا چلا جاتا ہے
جب کہا جاتا ہے کہ اس دنیا کو چلانے کے
لئے کسی بیرونی ہستی کی ضرورت نہیں تو
یہ سوال ایک نیا رنگ اختیار کر لیتا ہے
جو پہلے وسوسہ میں نہیں تھا۔ پھر پہلے
خدا تعالیٰ کے وجود کے خلاف صرف
فلسفی کھڑے ہوا کرتے تھے مگر
اب علم النفس والے بھی کھڑے ہیں
علم طبقات الارض والے بھی کھڑے
ہیں علم ہیئت والے بھی کھڑے ہیں
غرض تمام علوم مشترکہ طور پر اسلام کے خلاف
چیلنج کئے جاتے ہیں۔ اور یہ حملہ پہلے سے
بہت زیادہ سخت ہے۔ پہلے یہ سمجھ لیا
جاتا تھا کہ ایک فلسفی نے خدا تعالیٰ کی
ہستی کا انکار کیا ہے۔ نہ معلوم اس کے
قول میں سچائی بھی ہے یا نہیں۔ مگر اب یہ
کہا جاتا ہے کہ جس رنگ میں بھی دیکھو یہی
نتیجہ نکلے گا کہ نعوذ باللہ خدا نہیں۔ غرض
آج کفر اپنے تمام ہتھیار استعمال کر
رہا ہے۔ اور یہ حملہ اپنی کمیت اور کیفیت
کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ پہلے حملوں
میں دشمن تھوڑے ہوتے تھے۔ اور پھر وہ متفرق
طور پر حملہ کرتے تھے ایرانی اور رنگ
میں حملہ کرتا تھا اور رومانی اور رنگ
میں۔ مگر اب تمام دنیا متحدہ طور پر حملہ
کر رہی ہے۔ ایسے ہی علمی لحاظ سے یہ جنگ لڑی ہے
جو پہلے صرف فلسفہ تک محدود تھے۔ مگر
اب جتنے رائج الوقت علوم ہیں۔ ان سب
سے کام لیا جاتا ہے۔ پس اس میں کوئی
شبہ نہیں کہ اس فتنہ کے مقابلہ میں دنیا کا
اور کوئی فتنہ نہیں۔ آج

دجالی فتنہ

جس رنگ میں دنیا پر غالب ہے۔ اس
کی وجہ سے کوئی چیز بھی اسلام کی باقی نہیں
رہی۔ نہ اس کے تمدنی احکام قائم ہیں
نہ سیاسی احکام قائم ہیں۔ نہ اقتصادی
احکام قائم ہیں اور نہ شخصی احکام قائم
ہیں۔ ہر چیز میں آج تبدیلی کر دی گئی ہے
پس جب تک اسے مٹانے کے لئے
ہمارے اندر دیوانگی نہ ہوگی۔ جب تک
ہمیں اس تہذیب مغربی سے بغض نہ ہوگا
اتنا بغض اس سے بڑھ کر ہمیں کسی اور چیز
. . . . . سے نہ ہو اس
وقت تک ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہر ایک
ہے جو شخص بھی مغربی تہذیب کا دلدادہ
ہے وہ روحانی میدان کا اہل نہیں۔ جس
تہذیب نے ہمارے

مقدس آقا کی تصویر

کو دنیا کے سامنے بھیانک رنگ میں پیش
کیا ہے۔ جس تہذیب نے اسلامی تمدن
کی شکل کو بدل دیا ہے۔ جب تک اس کی
ایک ایک اینٹ کو ہم ریزہ ریزہ نہ کر
دیں ہم کبھی چین اور اطمینان کی نیند نہیں
سو سکتے۔ وہ لوگ جو یورپ کی نقالی
کرتے اور مغربیت کی رو میں بہتے چلے
جاتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے
ہمارے تن بدن میں تو ان کی ایک ایک
چیز کو دیکھ کر آگ لگ جانی چاہیئے۔
کیونکہ

اسلام اور مغربیت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

یا اسلامی ثقافت زندہ رہے گی یا
مغربیت زندہ رہے گی۔ دونوں کی
بنیادیں متضاد اصول پر ہیں اور ان
کا ایک جگہ جمع ہونا ناممکن ہے۔ مغربیت
کی بنیاد ساری کی ساری دنیاوی لذات
اور عیش پرستی پر ہے اور اسلام کی بنیاد
کلی طور پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور
روحانیت اور اخلاق کی درستی پر ہے
اس لئے ان دونوں کا اجتماع ناممکن
ہے۔ مگر یہ امر یاد رکھو کہ انگریز اور
مغربیت میں فرق ہے۔ انگریز انسان
ہیں اور ویسے ہی انسان ہیں جیسے ہم۔
اور اس لحاظ سے انگریز ہدایت پا سکتے ہیں
لیکن مغربیت ہدایت نہیں پا سکتی۔ وہ
شیطان کا ہتھیار ہے۔ اور جب تک
اسے توڑا نہیں جائے گا۔ دنیا میں
حقیقی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ
برزخ ہے جس کو قائم رکھنے کے لئے
میں تحریک جدید کے ذریعہ جماعت
کے دوستوں کو توجہ دلا رہا ہوں کہ وہ
مغربی اثرات کو کبھی قبول نہ کریں۔

جو احمدی میٹھے پانی کا طلبگار ہے وہ
ضرور ان سے الگ رہے گا۔ اور
یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کڑوا اور میٹھا
پانی ایک دوسرے میں جذب ہو جائیں
اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ جو غیر احمدی
ہیں وہ خواہ حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لائیں پھر
بھی ان کا فرض ہے کہ وہ

مغربیت کی کبھی نقل نہ کریں

کیونکہ یہ مسیح موعود کی تعلیم نہیں یہ رسول
کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بلکہ ان کے
بھیجنے والے خدا کی تعلیم ہے۔ مگر مجھے
افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں
کا ایک طبقہ ایسا ہے جو کھانے پینے
پہننے اور تمدن و معاشرت سے تعلق
رکھنے والے کئی امور میں مغربیت کی
نقل کرتا ہے اور اس نقل میں خوشی اور فخر
محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح بعض احمدی
نوجوان باوجود سمجھانے کے اس طرف
جا رہے ہیں۔ یہ لوگ صرف نام کے احمدی
ہیں حقیقی احمدی نہیں۔ مجھے یاد ہے
ایک دفعہ بعض غیر احمدیوں نے حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
سوال کیا کہ شادی بیاہ اور دوسرے
معاملات میں آپ اپنی جماعت کے
لوگوں کو کیوں اجازت نہیں دیتے
کہ وہ ہمارے ساتھ تعلقات قائم
کریں۔ آپؑ نے فرمایا۔ اگر ایک مٹکا
دودھ کا بھرا ہوا ہو اور اس میں کھٹی
لسی کے تین چار قطرے بھی ڈال دیئے
جائیں تو سارا دودھ خراب ہو جاتا
ہے مگر لوگ اس حکمت کو نہیں سمجھتے
کہ

قوم کی قوت عملیہ

کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہوتا
ہے کہ اسے دوسروں سے الگ تھلگ
رکھا جائے۔ اور ان کے بد اثرات
سے اسے بچایا جائے۔ آخر ہم نے
دشمنان اسلام سے روحانی جنگ
لڑنی ہے اگر ان سے مغلوب اور ان
کی نقل کرنے والے لوگوں سے ہم مل
جل کر رہیں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم بھی یورپ
کے نقال ہو جائیں گے اور ہم بھی جہاد
قرآنی سے غافل ہو جائیں گے۔ پس خود
اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے
لئے ہمیں دوسری جماعتوں سے نہیں
ملنا چاہیئے تاکہ ہم غافل ہو کر اپنا فرض
جو

تبلیغ اسلام

کا ہے بھول نہ جائیں۔ جس طرح دوسرے
مسلمان بھول گئے ہیں۔ اسلام میں
پہلے ہی سپاہیوں کی کمی ہے۔ اگر
ہم میں سے بہت سپاہی جو اسے میسر
ہیں وہ بھی سست ہو جائیں۔ تو انہوں
نے اسلام کی طرف سے دشمنوں کا اب
مقابلہ کرنا ہے۔

جن دنوں ام طاہر کی بیماری کے سلسلہ میں
میں لاہور میں ٹھہرا ہوا تھا ایک روز رات
کے دس بجے ایک غیر احمدی مولوی مجھ سے
ملنے کے لئے آیا اور کہنے لگا کہ آپ کی جماعت
بڑی اچھی ہے اور اسلام کی بڑی بھاری
خدمت کر رہی ہے۔ لیکن صرف ایک خرابی
ہے جو نہیں ہونی چاہیئے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ
ہم سے نہیں ملتے نہ ہمارے پیچھے نمازیں
پڑھتے ہیں۔ اور نہ ہمیں رشتے دیتے ہیں اگر یہ
خرابی دور ہو جائے تو پھر

آپ کی جماعت سے بہتر اور کوئی جماعت نہیں

میں نے کہا مولوی صاحب یہ لوگ جن کی آپ
تعریف کر رہے ہیں یہ آپ لوگوں میں سے ہی
نکل کر آئے ہیں یا کہیں اور سے آئے ہیں جب
یہ آپ لوگوں میں سے ہی نکل کر آئے ہیں اور
مرزا صاحب کی تعلیم نے ان میں اتنی بڑی
تبدیلی پیدا کر دی ہے تو آپ چاہتے ہیں کہ پھر
یہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ویسے ہی
بے عمل ہو جائیں جیسے وہ ہیں۔ وہ آدمی
سمجھدار تھا کہنے لگا اب میں سمجھ گیا ہوں آپ
مسلمانوں سے بالکل نہ ملے اور علیحدہ ہی رہیئے
اگر آپ کی جماعت کے لوگ پھر ان سے جا
ملے تو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام کو پھیلانے کی جدوجہد آپ کی جماعت
کر رہی ہے وہ بھی جاتی رہے گی۔ اور

اسلام کی تبلیغ

ختم ہو جائے گی۔ اب کم از کم کوئی جماعت
تو ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
نام پھیلا رہی ہے تو حق یہی ہے کہ یہ میٹھا پانی
کڑوے پانی سے الگ رہے گا اور ایک
برزخ ان دونوں کو جدا رکھے گا۔
قرآن کریم میں بیان کیا گیا کہ ذوالقرنین سے
بعض قوموں نے درخواست کی کہ یاجوج و
ماجوج نے ہمارے علاقوں میں بڑا فساد برپا
کر رکھا ہے۔ اور آپ ہمارے اور ان کے
درمیان ایک روک بنا دیں تاکہ وہ ہم میں
داخل ہو کر کوئی خرابی پیدا نہ کر سکیں۔ چونکہ
اس زمانہ کے ذوالقرنین کے دیوار حائل
کرنے سے مراد اس زمانہ میں ذوالقرنین بانی
سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہیں اس لئے بالکل ممکن ہے کہ ذوالقرنین
کے دیوار حائل کرنے سے مراد اس زمانہ میں مغربیت
اور اسلام میں ہی دیوار حائل کرنا ہو اور دو قوموں
سے مراد دو قسم کے جذبات اور قومی خیالات
و افکار ہوں بہرحال ہمارا فرض ہے کہ ہم مغربیت
اور اسلام کے درمیان ایک ایسی دیوار حائل کر
دیں جس کے بعد مغربیت کیلئے ہمارے اندر داخل
ہونے کا راستہ کھلا نہ رہے اور اسلامی فوج
ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہو جائے جس پر شیطان کا
کوئی حملہ کارگر نہ ہو سکے۔

صدق جدید لکھنؤ میں مطبوعہ مراسلہ کا جواب

از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان

صدق جدید لکھنؤ کی مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں حکیم غلام قادر صاحب ملتان شہر نے جو اعتراض حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی ایک عبارت پر کیا ہے۔ اس کے متعلق مولانا جلال الدین صاحب شمس کا جواب اخبار بدر مورخہ ۱۰ مئی میں شائع ہوا ہے۔ چونکہ اس کے جواب کے سلسلہ اولین ذمہ داری نظارت دعوت و تبلیغ قادیان پر تھی۔ اسلئے مورخہ ۲۶ اپریل کو ہی اس کا مختصر جواب جناب مدیر صاحب صدق جدید کی خدمت میں بھجوا دیا گیا تھا۔ جو صدق جدید میں شائع نہیں ہوا۔ اس لئے نظارت ہذا کا جواب بھی بدر میں ریکارڈ کئے جانے کی غرض سے شائع کیا جا رہا ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بخدمت مکرم و محترم مولانا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے مؤقر جریدہ صدق جدید مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں منجملہ دیگر ایک مراسلہ حکیم غلام قادر صاحب ملتان شہر کا "ایک احمدی یا قادیانی حوالہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس بارہ میں وضاحتاً عرض خدمت ہے۔ جیسا کہ اعتراض کرنے والوں کا طریق رہا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی کتب میں سے نفس مضمون اور عبارت کے سیاق و سباق کو چھوڑ کر صرف ایک دو فقرے بیان کر کے غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ حکیم غلام قادر صاحب نے بھی یہی طریق اختیار کیا ہے آپ کے ملاحظہ کے لئے "کتاب نور الحق" کے صفحہ ۴۹-۵۰ کی پوری عبارت نقل کر کے ہمراہ ہذا بھجوائی جا رہی ہے۔

جیسا کہ اس سے امر واضح ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصنیف لطیف نور الحق حصہ اول میں عیسائیوں کے ان اعتراضات کا جواب رقم فرمایا ہے جو عیسائیوں یا ان کے ہمنواؤں کی طرف سے حضرت عیسےٰ کو خدا یا خدا کا بیٹا ثابت کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں حضرت مرزا صاحب نے اس میں رقم فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک تو حضرت عیسیٰ نبی اللہ کو اس سے زیادہ کوئی مقام حاصل نہیں ہے کہ وہ نبی معصوم حضرت موسیٰؑ کی امت کے ایک خادم تھے۔ اور موسوی شریعت کی خدمت و اشاعت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ اسی جہت سے حضرت موسیٰؑ کے متعلق بھی معصوم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور چونکہ روحانی اعتبار سے بمطابق تعلیم قرآنی ہم سب انبیاء کو زندہ مانتے ہیں۔ اور ہر کسی کا روحانی رفع آسمان کی طرف ہوتا ہے ایسی ہی زندگی اور رفع روحانی حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ کو ملی ہے و بس

لیکن حکیم غلام قادر صاحب نبی معصوم کے لفظ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب بھی حضرت عیسیٰؑ کو آنحضرت صلعم کی امت کا ایک خادم سمجھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گویا بجسد عنصری آسمان پر زندہ مانتے تھے۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے اس نظریہ کی صریح تردید فرمائی ہے کہ کوئی بشر جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جاسکے۔

۲۔ حضرت مرزا صاحب کی اسی کتاب نور الحق کے صفحہ ۱۱۶-۱۱۷ کی عبارت کی نقل بھی آپ کے ملاحظہ کے لئے ہمراہ ہذا بھجوائی جاتی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ کتاب "الوہیت مسیح" کے قائل گروہ کو مخاطب کر کے لکھی ہے۔ اور وہی اس کے مخاطب اول ہیں۔ آپ نے پادری عماد الدین کا نام لے کر اور عیسائیت کے موقف کی تائید اور ہمنوائی کرنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ پادری اور اس کے ہمنوا اگر قرآن مجید کی توہین کی عادت نہ چھوڑیں۔ کتاب اللہ کی تنقیص سے باز نہ آئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں دشنام دہی سے نہ رکیں۔ اور قرآن مجید کو غیر فصیح کہنے اور توہین و تحقیر کے طریق کو ترک نہ کریں تو ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہزار لعنت ہے۔ پس یہ اس وقت نصاریٰ کے سامنے برکت اور لعنت کے دونوں پہلو رکھتا ہوں جس طریق کو چاہیں وہ اختیار کریں اور لعنت کے لفظ کو مخصوص طور پر علیحدہ علیحدہ لکھنے سے مقصد یہ ہے کہ جب مخاطب کی نگاہ لفظ لعنت پر بار بار پڑے تو کسی مرحلہ پر وہ اس سے متاثر ہو۔ اور دل میں خوف خدا پیدا ہو کر غلط روی اور طعن و تشنیع سے باز آ جائے۔

مولانا صاحب آپ خود غور فرمائیں۔ کہ ایک مسلمان کے لئے کیا یہ بھی غصہ دلانے والی کوئی وجہ ہے کہ اسلام، قرآن شریف اور آنحضرت صلعم کی شان اقدس میں دشنام دہی اور توہین و تحقیر کرنے والے معاندین پر حضرت مرزا صاحب نے کیوں لعنت کی۔ قرآنی تعلیم کی بجائے کونسا طریق اختیار کیا جاتا۔ قرآن شریف اور حدیث میں بھی تو یہود و نصاریٰ پر لعنت کی گئی ہے۔ مثلاً

۱۔ فلما جاءھم ما عرفوا کفروا به فلعنة الله علی الکٰفرین (البقرہ ع)

۲۔ اولٰئك جزاؤھم ان علیھم لعنة الله والملٰئكة والناس اجمعین (آل عمران ع ۹)

۳۔ اولٰئك الذین لعنھم الله ومن یلعن الله فلن تجد له نصیرا (نساء ع)

۵۔ لعن الله الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد (حدیث شریف)

پس حکیم غلام قادر صاحب جیسے اہل علم محقق "جو سرمایات کا تجزیہ تاریخ اور نفسیات سے فرماتے ہیں۔ ان کے لئے معاندین اسلام یعنی نصاریٰ پر قرآن مجید اور احادیث میں یا مرزا صاحب کی تحریرات میں لفظ لعنت کا استعمال کس طرح موجب اطمینان اور پسندیدگی کا باعث ہو سکتا ہے۔

حوالہ حصہ متعلقہ از کتاب نور الحق حصہ اول عربی اردو مصنفہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب صفحہ ۴۹، ۵۰)

یا حسرة علیھم انھم اطروا عیسیٰ من غیر حق حتی قال بعضھم انه ملك كریم ولیس من نوع الانسان وقال بعضھم ان ھو الا كلمة الله وروح الله ولیس فی ھذه المرتبة شریك له وزاد بعضھم علیه حواشی اخریٰ و قال ھو مخلوق اقرب الی الله وافضل من الملائكة، فان الملائكة لا یرفعون الی العرش وھو مرفوع الی العرش لانه مرفوع الی الله فھو افضل من الملائكة كلھم ومن كل ما خلق وغیرھم ھذا بیان بعض العلماء واما صاحب الانسان الكامل عبد الكریم الذی ھو من المتصوفین فبلغ الامر الی النھایة وقال ان التثلیث بعینه حق ولا حرج فیه ان عیسیٰ كذا و كذا بل اشار الی انه لیس بمخطئ ومنھم من اعتدی فی كذبه او قال بسم الله الاب والابن وروح القدس كذلك ابدوا الفریة ونصروھا وكان الكذب فی اول الامر قلیلا ثم من جاء بعد كاذب الحق بكذبه كذب اٰخر حتی انتفخت عمارة الكذب وجعل ابن عجوزة ابن الله وبعد ذلك یحبس انه العالمین الا لعنة الله علی الكاذبین۔ ان عیسیٰ الا نبی الله كانبیاء اٰخرین وان ھو الا خادم شریعة النبی المعصوم الذی حرم الله علیه المراضع حتی اقبل علی ثدی امه وكلمه ربه علی طور سینین وجعله من المحبوبین ھذا ھو موسیٰ فتی الله الذی اشار الله فی كتابه الی حیاته وفرض علینا ان نؤمن بانه حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین واما نزول عیسیٰ من السماء فقد اثبتنا بطلانه فی كتبنا الكاملة وخلاصته انا لا نجد فی القراٰن اشیٰء فی ھذا الباب من غیر خبر وفاته الذی نجدھا فی مقامات كثیرة من الفرقان الحمید ثم جاء لفظ النزول فی بعض الاحادیث ولكنه لفظ قد كثر استعماله فی لسان العرب علی نزول المسافرین اذا نزلوا من بلدة ببلدة او من ملك بملك متغربین والنزیل ھو المسافر كما لا یخفی علی العالمین۔

ترجمہ: ان پر افسوس کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو حد سے بڑھا دیا۔

یہاں تک کہ بعض نے کہا وہ فرشتہ ہے انسان نہیں۔ اور بعض نے کہا وہ ایک کلمہ روح اللہ ہے اور اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں — اور بعض نے اس پر اور حاشیے چڑھائے اور کہا کہ وہ ایک الگ مخلوق ہے جو فرشتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ملائکہ تو عرش پر نہیں جا سکتے مگر وہ عرش پر بیٹھا ہے — کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف اس کا رفع ہوا ہے اور خدا عرش پر ہے۔ پس وہ ہر ایک فرشتہ اور ہر ایک مخلوق سے افضل ہے۔ یہ تو بعض علماء کا قول ہے۔ مگر صاحب کتاب انسان کامل عبد الکریم نے جو متصوفین میں سے ہے۔ یہاں تک حد ہی کر دی — اور کہا کہ تثلیث ایک معنے کی رو سے حق ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں اور عیسیٰ ایسا ہے اور ایسا ہے بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق ہی سے نہیں ہے۔ اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے۔ اور یہ لکھا کہ بسم اللہ الاب والابن و روح القدس اسی طرح انہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی۔ اور جھوٹ پہلے پہلے تو تھوڑا لقمہ سے پھر جو شخص ایک جھوٹ کے بعد آیا۔ اس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا۔ یہاں تک کہ جھوٹ کی عمارت بہت اونچی ہو گئی۔ (اور ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنایا گیا۔ اور بعض خدا کر کے مانا گیا۔ خبردار ہو کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے — اور وہ اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا — اور اس کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہمکلام ہوا۔ اور اس کو پیارا بنایا یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور وہ مُردوں میں سے نہیں مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوں گے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں بخوبی ثابت کر دیا ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ہم قرآن میں بجز وفات حضرت عیسیٰ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے۔ اور وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں۔ — ہاں بعض احادیث میں نزول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کا مسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں وارد ہوں۔ اور یا ایک ملک میں سے دوسرے ملک میں سفر کر کے آویں۔ اور نزیل تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں۔

(۲) حوالہ متعلقہ مثال ۲/۱۱ از کتاب نور الحق حصہ اول عربی (اردو) مصنفہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ فرمایا:۔

(۱) واول مخاطبنا فی ھذہ الدعوۃ ومدعونا لھذہ المعرکۃ صاحب التوزین عماد الدین فانہ ینکر بلاغۃ القرآن وفصاحتہ ویری فی کل کتاب قباحتہ ویقول انی عالم جلیل ذھین وان القرآن لیس بفصیح بل لیس بصحیح وما اری فیہ بلاغۃ ولا اجد براعۃ کما ھو زعم المزاعمین۔ و یقول انی سأکتب تفسیرا وکذلک ذمیم تقاریرہ لھو یدعی کمالہ فی العربیۃ و یسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکمال الوقاحۃ و الغربیۃ و یتزری علی کتاب اللہ وعلی فصاحتہ کانہ عم امرء القیس او ابن خالتہ و یسمی نفسہ مولویا و یمشی کالمستکبرین

ترجمہ۔ اور اس دعوت میں ہمارا اول مخاطب اور اس معرکہ میں ہمارا اول مدعو پادری عماد الدین ہے۔ کیونکہ وہ قرآن شریف کی فصاحت اور بلاغت سے انکاری ہے اور اپنی ہر ایک کتاب میں بیحیائی دکھلاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک عالم بزرگ ہوں اور قرآن فصیح نہیں ہے بلکہ صحیح بھی نہیں ہے اور میں اس میں کوئی بلاغت نہیں دیکھتا اور نہ فصاحت جیسا کہ خیال کیا گیا ہے اور کہتا ہے میں عنقریب تفسیر شائع کروں گا اور ایسی ہی اور باتیں ہم اس کی سنتے ہیں۔ اور وہ کمال عربی دانی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بباعث بے شرمی اور دروغ گوئی کے گالیاں نکالتا ہے۔ اور قرآن شریف کی فصاحت کے ایسے دعوے سے اور غرور سے عیب جوئی کرتا ہے کہ گویا وہ امرء القیس کا چچا یا خالہ زاد بھائی ہے۔ اور اپنا نام مولوی رکھتا ہے۔ اور متکبروں کی طرح چلتا ہے۔

(۲) ثم بعد ذلک نخاطب کل متنصر ملقب بالمولوی الذی کتبنا اسمہ فی الھامش ونندعوا کلھم للمقابلۃ ولھم خمسۃ الاف انعاما منا اذا الفوا کتابا کمثل ھذا الکتاب کما کتبنا من قبل فی ھذا الباب والمھلۃ منا ثلثۃ اشھر للمعارضین فان لم یبارزوا ولن یبارزوا فاعلموا انھم کانوا من الکاذبین۔

ترجمہ۔ پھر اس کے بعد ہم ہر ایک کرسٹان کو جو اپنے تئیں مولوی کے نام سے موسوم کرتا ہے مخاطب کرتے ہیں اور ان سب کے نام ہم نے حاشیہ میں لکھ دئیے ہیں۔ اور ہم ان سب کو مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں۔ اگر وہ ایسی کتابیں بنا دیں تو ہماری طرف سے ان کو پانچ ہزار روپیہ انعام ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور بالمقابل کتاب تالیف کرنے والوں کے لئے ہماری طرف سے تین مہینے مہلت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہیں آویں گے پس یقیناً جانو کہ وہ جھوٹے ہیں۔

(۳) واعلموا ان ھذا الانعام فی صورۃ اذا اتوا برسالۃ کمثل رسالتنا وعجالۃ کمثل عجالتنا واثبتوا انفسھم لمبارزین وعشا بھین واما اذا ابوا وولوا الدبر کالثعالب وما استطاعوا علی ھذہ المطالب وما ترکوا عادۃ توھین القرآن وما امتنعوا من قدح کتاب اللہ الفرقان وما تابوا من ان یسبوا انفسھم مجانین وما انزجروا من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین وما انزجروا من قولھم ان القرآن لیس بفصیح وما ترکوا سبیل التحقیر والتوھین فعلیھم من اللہ الف لعنۃ فلیقل القوم کلھم آمین۔

ترجمہ۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ بعینہ ہمارے اس رسالہ کے مشابہ ہو اور مماثلت اور مشابہت کو ثابت کریں لیکن اگر بنانے سے انکار کریں اور لومڑیوں کی طرح پیٹھ دکھلا دیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پا سکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں۔ اور نہ اس بیہودہ گوئی سے اپنے تئیں روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہزار لعنت ہے پس چاہیئے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

(۴) واشھد الاحرار والاسارٰی انی اضع البرکۃ واللعنۃ امام النصاریٰ اما البرکۃ فینالھم برکۃ الدنیا عند المقابلۃ الکتاب ویفالون انعاما کثیرا مع الفتح والغلاب۔ او ینالھم برکۃ الآخرۃ عند التوبۃ وترک توھین القرآن وترک صفت الاحسان واما اللعنۃ فلایرد علیھم الا عند اعراضھم عن الجواب ومع ذالک عدم امتناعھم من الشتم والسب والقدح فی کتاب رب العالمین بعید

ترجمہ۔ اور میں آزادوں اور قیدیوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آج برکت اور لعنت نصاریٰ کے آگے رکھتا ہوں برکت سے مراد دنیا کی برکت ہے کہ مقابلہ کے وقت ان کو حاصل ہوگی اور وہ بہت سا انعام مع فتح اور غلبہ کے پاویں گے — یا برکت سے مراد آخرت کی برکت ہے کہ توبہ اور ترک توہین قرآن سے ان کو ملے گی۔ مگر لعنت ان پر ضرور اس حالت میں وارد ہوگی کہ جب بالمقابل رسالہ نہ بنا سکیں اور باوجود اس کے

عقیدۂ نسخ فی القرآن اور بھاگلپوری مولانا شاہجہان صاحب

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ انچارج صوبہ بہار مقیم رانچی

(۲)

تجربہ گاہ عالم آیت "ما ننسخ" اس کے سیاق وسباق میں ماسبق شرائع ہی سے کسی خاص شریعت کی آیات کی منسوخی کا اعلان کیا گیا کہ اس امر کو عام رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق تمام اقوام وممالک میں خدا تعالیٰ کے انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اور قرآن کریم تمام سابقہ شریعتوں کا ناسخ ہے۔ اس لئے ایک عام اصل اس آیت میں بیان کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی آیت کو منسوخ قرار دیتا یا بھلا دیتا ہے تو اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آتا ہے۔ تاکہ مستقبل میں جوں جوں غیر مذاہب اسلام کے مقابل آتے رہیں مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ اس دائمی صداقت کی رو سے جو اس آیت کریمہ سے بیان کی گئی ہے۔ اپنی تعلیم پارینہ کا اسلامی تعلیم سے موازنہ کر کے اسلامی صداقت کو پا سکیں جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے غور کرتے ہیں تو چودہ سو سال کا لمبا زمانہ قرآنی تعلیمات کی صداقت پر ایک مجسم معجزہ ثابت ہوتا ہے

مثال کے طور پر ہمارے اپنے ملک کی اکثریت ہندو مذہب پر مشتمل ہے۔ اور یہ مذہب بھی الہامی ہونے کا مدعی ہے۔ اس مذہب کی بنیاد ہی چار وردنوں پر ہے۔ چھوت چھات اور عدم مساوات اس کا طغرائے امتیاز ہے۔ تعلیم نسواں تعلیم اچھوت مذہبی تبلیغ، ورثہ نسواں، نکاح بیوگان خلع، طلاق وغیرہ مذہبی بنیاد پر ممنوع ہے اور مذہبی عبادت گاہوں میں بھی امتیاز برتا جاتا ہے۔ اور انہی بنیادوں پر اس مذہب کے پیرو اسلامی تعلیم کی مخالفت کرتے چلے آرہے تھے۔ لیکن کل امر موہوت بادرتا تھا۔ آج ہندو مذہب کے لیڈروں کو یقین ہو گیا ہے کہ اگر اپنے مذہبی اصول ترک کر کے ان کی جگہ پر اسلامی اصول کی طرف پیشقدمی نہ کی گئی۔ تو ہندو دھرم جلد ہی صفحۂ ہستی سے نابود ہو جائے گا۔ اور آج بڑی شدت کے ساتھ ان تمام اسلامی اصولوں کو ایک ایک کر کے اپنایا جا رہا ہے جن کی مذہبی بنیاد پر چودہ سو سال تک مخالفت کی گئی تھی اور اس طرح عملی طور پر اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا جا رہا ہے کہ سابقہ شرائع کی تعلیم کا دور نفاذ ختم ہو کر احکام قرآنی کے نفاذ کا دور آچکا ہے۔ آج مذاہب پارینہ کے پیرو اپنے عمل وفعل سے بزبان حال یہ اعلان کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم ناسخ اور سابقہ شرائع منسوخ ہیں۔ لیکن اگر ہمارے مولانا شاہجہان صاحب ہندو قوم کے اس پہلے تجربہ سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے۔ اور اس مشاہدہ کو جھٹلاتے ہیں جس نے آیت "ما ننسخ" کی عملی تفسیر ہمارے سامنے پیش کر دی ہے۔ اور شرائع سابقہ کو منسوخ قرار دینے کی بجائے خود قرآن کریم کی آیات کو ہی منسوخ قرار دینے پر مصر ہیں تو ہم مولانا کو از راہ ہمدردی یہی کہہ سکتے ہیں کہ

من جرب المجرب ۔ حلت به الندامة

جو شخص تجربہ شدہ چیز کا تجربہ کرنا چاہتا ہے اسے ندامت برداشت کرنا پڑے گی۔

احادیث اب مولانا شاہجہان صاحب کے اعتراض کے اس حصہ کو لیتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ احادیث میں بعض آیات قرآنی کو ناسخ اور بعض کو منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے:۔

۱۔ کوئی ایک حدیث مرفوع (جس کی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو) بھی پیش نہیں کی جا سکتی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قرآنی آیت کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ قرار دیا ہو۔

۲۔ خلفاء راشدین نے بھی کسی قرآنی آیت کو منسوخ قرار نہیں دیا

۳۔ البتہ بعض صحابہ کرام کے ایسے اقوال ضرور ملتے ہیں جن میں قرآنی آیات کو منسوخ قرار دیا گیا ہے اور اس قسم کی روایات زیادہ تر حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔ اس کے جواب میں گذارش ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر الاتقان جلد ۲ صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ:۔

قال ابن الحصار انما یرجع فی النسخ الی نقل صریح عن رسول اللہ او عن صحابی و قد یحکم به عند وجود التعارض المقطوع به مع علم التاریخ لیعرف المتقدم والمتاخر"

کہ ابن الحصار نے کہا ہے کہ نسخ یا تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی واضح قول سے ثابت ہو گا یا کسی صحابی کی نقل صریح (صریح روایت) موجود ہونے کی صورت میں تسلیم کیا جائے گا جبکہ دو آیتوں میں قطعی تعارض (اختلاف) پایا جائے اور اس کے ساتھ ہی تاریخ کا بھی علم ہو کہ فلاں حکم پہلے ہے اور فلاں بعد کا"

اختلاف وتعارض ابن الحصار کے اس قول کی روشنی میں ہمارا دعویٰ ہے کہ کسی صحابی کا کوئی قول بھی نسخ اصطلاحی کے بارہ میں ایسی دو آیتوں کے متعلق موجود نہیں جن میں قطعی تعارض موجود ہو۔ اور ساتھ ہی تاریخی شہادت موجود ہو کہ فلاں آیت متقدم ہے اور فلاں متاخر۔

اس سے قبل یہ بتایا گیا ہے کہ روایات نسخ زیادہ تر دو صحابہ کرام یعنی حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس سے مروی ہیں۔ لیکن اس مسئلہ میں ان بزرگان میں بھی اس حد تک اختلاف موجود ہے۔ کہ اگر حضرت ابن عمر ایک قرآنی آیت کو منسوخ قرار دیتے ہیں تو حضرت ابن عباس اسی آیت کریمہ کو محکم قرار دے دیتے ہیں۔ اور دونوں قول بخاری شریف میں موجود ہیں۔

پس جبکہ صحابہ کرام میں نسخ کے بارہ میں اس طرح کا اختلاف بھی موجود ہے تو پھر کسی صحابی کے قول پر قرآن مجید میں نسخ اصطلاحی پائے جانے کے خیال کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً جبکہ خود علماء کرام صحابی کے قول کو حجت شرعی تسلیم نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں نسخ کے بارہ میں صحابہ کی روایات سب ضعیف ہیں چنانچہ علامہ طبری جو بڑے پایہ کے عالم مانے جاتے ہیں فرماتے ہیں کہ:۔

"الروایات فی النسخ کلها ضعیفة"

نسخ لغوی مزید برآں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین قرآن مجید میں اصطلاحی نسخ پائے جانے کے قائل نہ تھے بلکہ وہ نسخ کا لفظ صرف اس کے لغوی معنوں میں استعمال کرتے تھے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

" صحابہ کرام اور تابعین کے کلام کی چھان بین کرنے سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ نسخ کا لفظ صرف لغوی معنوں میں استعمال کرتے تھے نہ کہ اصولیوں کی اصطلاح میں"

(ترجمہ از فارسی تفسیر فوز الکبیر ص ۱۵-۱۶)

پس صحابہ کرام کے نزدیک قرآن مجید میں نسخ اصطلاحی موجود نہیں ہے۔ بلکہ بعض صحابہ کرام نے لفظ نسخ لغوی معنوں میں استعمال فرمایا۔ جو قابل اعتراض نہیں مثلاً نسخ کے لغوی معنے ایک یہ ہیں کہ تناسخوا الشیئ تداولوہ کسی شئے کو بدل بدل کر اختیار کیا یعنی ایک حالت میں ایک عمل اختیار کیا۔ جب وہ حالت نہ رہی تو دوسرے امر کو اختیار کیا۔ پھر جب پہلی حالت آگئی تو پھر پہلے امر کے مطابق عمل شروع کر دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں اسلامی علوم وفنون کی تدوین نہیں ہوئی تھی کہ مختلف حیثیات کو پیش نظر رکھ کر ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ اصطلاح وضع ہوتی اس لئے عام کی تخصیص مجمل آیات کی تشریح امر مطلق کی تقیید اور کسی حکم کلی سے استثناء کر دینے کو بھی نسخ تعبیر کیا جاتا تھا کیونکہ اس زمانہ میں عام، خاص، مطلق، مقید، مجمل، مبین، مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کی اصطلاحیں موجود نہیں تھیں۔ اس لئے بعض صحابہ کرام (بلکہ صرف دو صحابہ اس امر میں پیش پیش ہیں) ایسے مواقع پر نسخ کا لفظ استعمال فرماتے تھے۔

" ولکل ان یصطلح"

ایک مثال سورہ نور میں ہے "لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اهلها" یعنی اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں بغیر پوچھے اور ان کو السلام علیکم کہے بغیر نہ جایا کرو" حضرت ابن عباس اس سورہ نور کی اس آیت سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔

لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ یعنی غیر آباد مکانوں میں بے اجازت چلے جانے سے تم پر گناہ نہیں"۔
(الموافقات فی اصول الاحکام شاطبی جلد ۳ صفحہ ۶۶)

حالانکہ دوسری آیت میں صرف اس قدر توضیح کی گئی ہے کہ آیت ماسبق میں "بیوت" سے مراد بیوت مسکونہ" یعنی آباد مکان ہیں۔ اسلئے غیر مسکونہ مکانوں میں داخلہ کے لئے اذن و اجازت کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا یہ دونوں آیتیں اصطلاح بالحساسکی رو سے ناسخ و منسوخ کی بجائے محکم ہیں یعنی دونوں اپنی اپنی جگہ نافذ ہیں۔ پہلی آیت میں آباد مکانوں میں بلا اجازت داخل ہونے کی ممانعت ہے۔ اور دوسری میں غیر آباد مکان میں بلا اذن داخلہ کی اجازت دی گئی ہے ورنہ اگر ان کے قول کو اصطلاحی نسخ کے معنے میں لیا جاوے تو جو معنی متاخرین نے متعین کئے ہیں ان کی رو سے گویا پہلی آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ حالانکہ غیر کے مکان میں بلا اجازت داخلے کی اجازت اس آیت کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتی۔

علماء متاخرین پس اگر کسی صحابی نے بعض آیات قرآنی کے متعلق ناسخ و منسوخ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں تو وہ محض لغوی معنوں میں استعمال فرمائے ہیں۔ البتہ علماء متاخرین اور بالخصوص مفسرین نے قرآن کریم میں نسخ اصطلاحی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور جہاں کہیں ایسی دو آیات میں تطبیق دینے سے مشکل پیش آئی ہے انہوں نے نسخ کا حکم لگا دیا ہے۔ لیکن اس کی ذمہ داری نہ اللہ تعالیٰ پر اور نہ ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام پر اور نہ ہی جماعت احمدیہ پر عائد ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے ذمہ دار خود وہ علماء ہیں جنہوں نے یہ عقیدہ اسلام کی طرف منسوب کیا۔

بہر حال قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ کیونکہ:-

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بالفعل کسی قرآنی آیت کو منسوخ قرار نہیں دیا۔
۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی صحیح حدیث کی سند نہیں پہنچی جس سے ثابت ہو سکے کہ حضور اقدس نے فلاں آیت قرآنی کو منسوخ قرار دیا ہے۔
۳۔ خلفاء راشدین نے کسی قرآنی آیت کو منسوخ قرار نہیں دیا
۴۔ کسی صحابی کا بھی کوئی قول نسخ اصطلاحی کے بارہ میں ایسی دو آیتوں کے متعلق موجود نہیں جن میں قطعی تعارض قرار دیا جاتا ہو۔ اور نہ ساتھ ہی ساتھ تاریخی شہادت موجود ہو کہ فلاں آیت متقدم ہے۔ اور فلاں متاخر۔ پس نسخ فی القرآن کا دعوےٰ سراسر باطل ہے۔

ایک مطالبہ علماء متاخرین نے بعض آیات میں سطحی نظر سے تعارض پاکر ان میں چونکہ تطبیق دینے کی کوشش نہیں کی۔ اس لئے انہوں نے تعارض کو قطعی قرار دے کر نسخ کا حکم لگا دیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا دعوےٰ ہے کہ قرآن مجید میں کوئی دو آیتیں ایسی موجود نہیں جن کے احکام میں قطعی تعارض اور اختلاف پایا جاتا ہو۔ لہٰذا مولانا راشد جہان صاحب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی کوئی سی ایسی دو آیات پیش کر دیں جن میں ان کے نزدیک تعارض و تضاد پایا جاتا ہو اور اس کی بنا پر نسخ اصطلاحی کا حکم لگانا ناگزیر ہو۔۔۔

۔۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی پیش کردہ آیات میں تطبیق دے کر دکھا دیں گے اور اس طرح اس مسئلہ کا آسانی کے ساتھ فیصلہ ہو جائے گا۔

بالآخر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان مبارک الفاظ پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں:-

"قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ ہے۔ وہ نسخ سے محفوظ ہے اس کے اندر جو کچھ محفوظ ہے اس کے اندر جو کچھ موجود ہے مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہے اس کا کوئی حصہ نہیں جو دوسرے حصہ کا مخالف ہو۔ اور قابل نسخ سمجھا جائے۔ خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ ہے۔۔ ۔۔۔۔ اس میں کوئی نسخ ملنا بھی غلط ہے۔ اس میں کوئی تغیر تسلیم کرنا خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ ہو، اتہام ہے وہ محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا"

(دعوۃ الامیر صفحہ ۱۸۱)

یوم خلافت کی مبارک تقریب پر
مختلف مقامات میں کامیاب جلسے

مدراس

مورخہ ۲۷ر مئی ۱۹۶۲ء بعد نماز عصر اسلامک سنٹر مدراس میں یوم خلافت منانے کے لئے ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم جناب پروفیسر مولوی محمد صاحب ایم۔ اے صدر جماعت نے فرمائی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو عزیزم عبدالودود صاحب نے کی۔ بعد ازاں عزیزم جہانگیر کمال پاشا صاحب نے کلام محمود میں سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا کلام خوش الحانی سے سنایا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے یوم خلافت منانے کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے خلافت کی برکات مختصر طور پر بیان کیں۔ اور خلافت ثانیہ کے مبارک دور میں جماعت کی روز افزوں ترقی اور خدائی تائیدات و نصرت کے چند واقعات کو بیان کیا۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم مرزا عبدالعزیز بیگ صاحب نے خلافت کی اہمیت و ضرورت کے موضوع پر تقریر فرمائی اور اپنی تقریر میں انہوں نے خلافت کے بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اقتباسات بھی پیش کئے۔ مکرم مرزا عبدالعزیز بیگ صاحب کے بعد مکرم ٹی احمد صاحب نے تامل زبان میں خلافت کی اہمیت پر تقریر فرمائی۔ سب سے آخر میں عزیز شاہد احمد صاحب ابن شیخ محمد رفیق صاحب نے اردو زبان میں خلافت کی برکات پر اپنا مضمون پڑھ کر سنایا۔

بالآخر صاحب صدر نے دعا فرمائی اور یہ اجلاس برخواست ہوا۔

خاکسار
شریف احمد امینی
انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

بمبئی

مورخہ ۲۷ر مئی بعد نماز مغرب و عشاء جماعت احمدیہ کی طرف سے دار التبلیغ بمبئی میں یوم خلافت منایا گیا۔ جماعت کے اکثر احباب نے شرکت کی۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلے بالترتیب تین بچوں نے تقریریں کیں۔ یعنی محمود احمد۔ پرویز خان اور داؤد احمد نے ان کے بعد مکرم جناب سیٹھ محمد خان صاحب اور جناب یوسف علی صاحب عرفانی نے خلافت کے موضوع پر تقریر کی۔

ان کے بعد ایک بوہرہ دوست نے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنے نیک خیالات کا اظہار کیا۔

آخری تقریر میری ہوئی۔ حاضرین میں کچھ شیعہ حضرات بھی تھے۔ اور مقررین نے دوران تقریر میں شیعیت کی کچھ باتیں چھیڑی تھیں۔ اس لئے میں نے بھی ان کے بعض ایسے مسائل پر روشنی ڈالی۔ جن سے جماعت احمدیہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ یہ جلسہ اس خوشگوار ماحول میں رات کے دس بجے ختم ہوا۔ اس کے بعد دعا ہوئی اور حاضرین کی چائے اور تنقلات سے تواضع کی گئی۔

ملک رحیم اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔

لکھنؤ

مورخہ ۲۷ر مئی ۶۲ء بروز اتوار دس بجے زیر صدارت خاکسار جلسہ یوم خلافت کی کارروائی عمل میں آئی۔

تلاوت کلام پاک کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ ازاں بعد مکرم سید احمد میاں صاحب سیکرٹری مال مقامی نے حضرت اقدس امیر المومنین کا اخبار الفضل سے احمدی نوجوانوں سے خطاب پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے "مقام خلافت کی اہمیت" زمودات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخبار الفضل سے حاضرین مجلس کے سامنے پیش کئے۔ آخر میں خاکسار نے "خلافت اسلامیہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں خلافت راشدہ اور خلافت حقہ اسلامیہ کا بالوضاحت ذکر کیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور واقعات کی روشنی میں اس بات کو ثابت کیا کہ حضرت کا جانشین خلیفہ برحق ہی ہو سکتا ہے نہ کہ انجمن۔ نیز بتایا کہ غیر مبایعین کا خلافت سے انحراف و مخالفت منافقین کے فتنہ اور اس کے استیصال سے متعلق حاضرین مجلس کو روشناس کرایا۔ آخر میں خلافت ثانیہ کی برکات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں جماعت میں ترقی اور تعمیری پروگرام

کو پیش کرتے ہوئے حضور کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کی۔
بالآخر لمبی اور پُر سوز دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

خاکسار
منظور احمد مبلغ سلسلہ مقیم لکھنؤ

بھرت پور

مورخہ ۲۷ رمئی بروز اتوار مقررہ تاریخ پر بوقت شب یوم خلافت کا جلسہ بڑی خوبی کے ساتھ منایا گیا جلسہ میں احمدیوں کے علاوہ کافی تعداد میں غیر احمدی دوست بھی شامل تھے خدا کے فضل سے جلسہ کامیاب رہا فالحمد للہ علیٰ ذالک

صدارت کے فرائض مکرم محمد یعقوب حسینی صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے ادا کئے۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد خاکسار نے تقریر کی جس میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے کہ اس نے احیاء اسلام کے لئے اپنا مسیح موعود بھیجا اور آپ کے ذریعہ اسلام کو زندگی بخش دور خلافت کے بابرکت نظام جس کے لئے ایک دن تمام مسلم جگت چلا رہے تھے۔ کہ "خلافت چاہیئے خلافت چاہیئے" دوبارہ ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو عطا فرمایا اس لئے یہ دن صرف احمدیوں کے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے برکت والا دن ہے۔

اس کے بعد خاکسار آیت استخلاف کی تشریح کرتے ہوئے اس حدیث کو پیش کیا۔ جس میں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ "ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے اور میرے بعد بھی خلافت ہوگی۔ اس کے بعد عاض حکومت پھر جابر حکومت اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہوگی۔ یعنی موعود مسیح جو قرآن اور حدیث کی رو سے نبی اللہ بھی ہوگا۔ اس کے ذریعہ پھر سلسلہ خلافت جاری ہو جائیگا۔۔ ۔۔۔ چنانچہ یہ خلافت ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت کے مطابق آپ کی وفات کے بعد الحاج حکیم حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے ذریعہ قائم ہوئی۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہے گا جاری رہے گی۔ اس کے بعد خلافت ثانیہ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے [illegible] کہ اس پاک وجود کے ذریعہ [illegible] تمام [illegible] ہے یہ خلافت کی ہی برکت ہے [illegible] [illegible] اللہ کا صد احمد [illegible]

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر لطف اللہ صاحب نے باوجود علالت کے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ اور حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامیاب زندگی اور شاندار کارناموں کو بیان فرمایا۔
لمبی دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا

خاکسار
عبد المطلب مبلغ سلسلہ برق پور مشرقی بنگال

پونچھ

مورخہ ۲۹ ۵/۶۲ کو جماعت احمدیہ پونچھ کی طرف سے یوم خلافت زیر صدارت مکرم خواجہ محمد صدیق خاں صدر جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔

پہلی تقریر خاکسار نے خلافت کے موضوع پر کی خاکسار نے درود شریف اور آیت استخلاف کی باہمی مطابقت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ خلافت ایک عظیم الشان نعمت ہے جو رحمتوں اور برکات کے دروازے کھول دیتی ہے۔ خلافت سے وابستگی اختیار کرنا ہمارا فرض اولین ہے۔ ہم لوگوں پر خلافت کی برکات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہیں۔ آخر پر حضور کے لئے دعا کی تحریک کی۔

خاکسار کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے ایک پُر جوش تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین اور آپ کے ماننے والوں کے حالات پر جب ہم غور کرتے ہیں۔ تو ہم اسی نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ ماننے والے ہمیشہ کامیاب اور منکرین ناکام ہوئے۔ اس سلسلہ میں مکرم خاں صاحب نے صحابہ کرام کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کارناموں پر بھی روشنی ڈالی۔

خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ علاقہ پونچھ

چارکوٹ

مورخہ ۲۷ رمئی ۶۲ء کو زیر صدارت مکرم جناب میاں بشیر محمد صاحب صدر جماعت جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے تقریر کی۔ جس میں آیت استخلاف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل کسی کو خلیفہ مقرر کیا اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلعم خوب جانتے تھے کہ آیت استخلاف کے مطابق خلیفہ خود خدا تعالیٰ نے بنانا ہے۔ اور وہی مقرر ہوگا جسے خدا مقرر کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے عین وقت پر ہمت اور طاقت عطا فرمائی اور [illegible] تسکین اور اسلام کی باگ ڈور

ان کے ہاتھ میں دی۔ خاکسار نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ خلیفہ خدا تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ اور خلافت ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ مسلمانوں نے جب تک اس نعمت کی قدر کی تب تک مسلمان ترقی پذیر رہے۔ لیکن جب مسلمانوں نے قرآن کریم کی تعلیم کو بھلا دیا۔ اس خدا داد نعمت کو چھوڑ دیا دن بدن گرتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدۂ استخلاف کے پیش نظر اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کی خاطر خلافت جیسی عظیم الشان نعمت مسلمانوں کو پھر عطا کی پھر ایسی سعید روحیں پیدا ہوئیں جن روحوں نے خلافت سے وابستگی اختیار کی۔ گو سنت قدیم کی طرح بیان کی مخالفتیں کی گئیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے برحق بندہ کی تائید کی۔ اور بتایا کہ اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زبان کے مطابق کس طرح قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔ اور اشاعت اسلام کی [illegible] خلافت کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ خاکسار حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے کارہائے نمایاں مثلاً مختلف، قربانیوں میں قرآن کریم کے تراجم دنیا میں مبلغین کا جال بچھانا جماعت کی کامیاب قیادت پر روشنی ڈالی۔ خاکسار نے یہ بھی کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے پیارے خلیفہ کے لئے ہر وقت دعا کرتے رہیں۔ کیونکہ ہم کفران نعمت کریں گے۔ اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعاؤں میں لگے رہیں۔ اسلئے ہمارا فرض ہے کہ احسان کا بدلہ احسان کے طور پر ہم حضور کے لئے درد دل سے دعائیں کریں اور اپنی اولادوں کو بھی یہی تلقین کرتے رہیں کہ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں۔ خاکسار کے بعد صاحب صدر نے بھی حضور پُر نور کے کارہائے نمایاں پر مزید روشنی ڈالی اور کہا کہ خلیفۂ وقت کے عہد خلافت میں جماعت احمدیہ نے ہر قسم کی ترقی کی۔ مثلاً شعبۂ تجارت، تعلیم، تربیت، تنظیم، تبلیغ غرضیکہ وہ کونسی ترقیات ہیں جو کہ ہمارے پیارے امام نے ہمارے سامنے رکھی ہوں۔ سو یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں اور اپنی اولادوں کو خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ علاقہ پونچھ

پنکال اڑلیسہ

محترم جناب مولوی محمد فرزند علی صاحب صدر جماعت پنکال کی زیر صدارت

بعد نماز مغرب جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی تلاوت و نظم خوانی کے بعد عزیزم محمد انوار الحق صاحب بی اے نے جلسہ کی غرض و غایت پر عمدہ پیرایہ میں روشنی ڈالی آپ کی تقریر کے بعد علاقہ کے مبلغ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب کشفی نے ایک مبسوط تقریر کی۔ آپ نے خلافت کی برکات پر عمدگی سے روشنی ڈالی۔ مولوی صاحب موصوف کے بعد محترم صدر جلسہ نے خلیفۂ وقت کی اطاعت پر ایک مؤثر تقریر کی۔ اور دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی انجام پایا جلسہ میں مردوں کے علاوہ خواتین بھی جلسہ میں شریک تھیں۔

خاکسار
محمد شمس الحق احمدی سیکرٹری تعلیم و تربیت

بنگلور

۲۷ رمئی صبح دس بجے دار الفضل میں زیر صدارت الحاج پی ایم عبد الرحیم صاحب جناب محمد ظفر اللہ صاحب کی تلاوت سے یوم خلافت کا آغاز ہوا۔ جناب نثار احمد صاحب نے تنویر صاحب کی نظم پڑھی جو یوم خلافت پر تھی۔ سیکرٹری دعوت و تبلیغ نے جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے احباب جماعت سے عہد لیا کہ "جب تک ہم زندہ رہیں گے خلافت احمدیہ سے رہیں گے اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی یہ وصیت کرتے رہیں گے کہ وہ بھی خلافت کو قائم رکھیں تا خلافت احمدیہ قیامت تک محفوظ چلی جائے بعدہٗ جناب نثار احمد صاحب نے اپنی تقریر میں خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت جو فتنہ پیدا ہوا تھا اس کا سرسری خاکہ پیش فرمایا۔ مرزا عبد الرحمن بیگ صاحب نے "ضرورت خلافت" پر تقریر کی۔ تیسری تقریر جناب محمد عنایت اللہ صاحب لئیق نے فرمائی جو پسند کی گئی۔ چوتھی تقریر جناب محمد شفیع اللہ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے فرمائی۔ جو "برکات خلافت" کے موضوع پر تھی۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد جلسہ تقریباً ۱۲ بجے کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار مرزا عبد الرحمن بیگ
سیکرٹری دعوت و تبلیغ بنگلور

درخواستہائے دعا

(۱) برادرم محمد سلیمان صاحب [illegible] دو ماہ سے علیل ہیں اور اب ایک ہفتہ سے فالج ہسپتال ارم منا پیکڈہ برجنگل وارڈ حیدر آباد میں زیر علاج ہیں ان کا آپریشن ہوا ہے اور تشخیص کے بعد ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ سینہ میں زخم ہے کینسر ڈی بی ۴۴

مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے ایمان افروز حالات

(بقیہ صفحہ اوّل)

جلسہ سالانہ پر ربوہ آئے ہوئے تھے۔ یوگنڈا کے صوبہ BUGANDA کی پارلیمنٹ (LUKIKO) کے ممبر وہی ہیں جو پہلے احمدیوں پر پتھر برساتے تھے اب کہتے ہیں کہ اگر ہم آج سے پندرہ سال پہلے احمدی ہو جاتے تو ہماری حالت کہیں زیادہ بہتر ہوتی

عیسائیت کے ساتھ مقابلہ

دوران تقریر میں مولانا صاحب موصوف نے عیسائیت کے ساتھ زبردست مقابلے اور اس کے بالمقابل اسلام کے کامیاب دفاع پر بھی روشنی ڈالی اس ضمن میں آپ نے جماعت احمدیہ کی عظیم الشان مساعی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مشرقی افریقہ میں عیسائیت کی طرف سے بڑے خطرناک حملے اسلام اور بانیٔ اسلام کی ذات بابرکات پر ہوتے رہتے ہیں وہاں کے سکولوں میں بچوں کو یہ پڑھایا جاتا تھا کہ اسلام جاہلوں کا مذہب ہے فقیروں اور گداگروں کا مذہب ہے اول دن سے ہی بچوں کے دلوں میں اسلام کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کئے جاتے تھے مجھے خود وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ اسلام کے خلاف ہماری نفرت کا یہ عالم تھا کہ گویا یہ ہماری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے یہ وہاں کا احمدیہ مشن ہی تھا جس نے اس صورت حال کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسلام کی ایسی کامیاب مدافعت کی کہ عیسائیت کو اپنی روش بدلنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اگر مشرقی افریقہ میں اسلام کے دفاع کی تاریخ لکھی جائے تو ہر مورخ کو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اسلام کی مدافعت اور وسیع پیمانے پر لٹریچر شائع کرنے کی سعادت احمدیہ مشن کے ہی حصہ میں آئی عیسائیت کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالہ کیلئے ہر زبان میں پمفلٹ شائع کئے گئے اور اور اس کثرت سے شائع کئے گئے ایک ایک پمفلٹ تیس تیس ہزار میں طبع ہو کر تقسیم ہوا۔ اور اسلام کی تائید میں لاکھوں صفحات کا لٹریچر وہاں پھیلایا گیا۔ اسی طرح کرسچین کونسل آف کینیا کے اخبار "ماک" اور وہاں کے ایک اور اخبار "رپورٹر" نے اسلام پر شدید حملوں کا سلسلہ شروع کیا یہ احمدیہ مشن ہی تھا جس نے عیسائیوں کی اس مہم کے خلاف آواز اٹھائی اور بالآخر خط و کتابت اور بالمشافہ گفتگو کے بعد اخبار "ماک" کو تسلیم کرنا پڑا کہ اس نے اسلام کے خلاف جو کچھ شائع کیا تھا وہ غلط فہمی پر مبنی تھا یہ اسلام کی ایک عظیم الشان فتح تھی کہ کرسچین کونسل آف کینیا کے ترجمان اخبار نے اپنے سابقہ ازامات کی تردید میں خود یہ بات شائع کی کہ اسلام پر عیسائیوں کی طرف سے جو اعتراضات کئے گئے تھے وہ غلط بیانی اور تعصب کی بنا پر کئے گئے تھے احمدیہ مشن کی طرف سے اسلام کے کامیاب دفاع کے نتیجہ میں عیسائیوں کو اب یہ احساس ہو گیا ہے کہ اب ان کے سابقہ حربے کامیاب ثابت نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ وہ اب سوچ رہے ہیں کہ اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ کی کوئی اور لائن اختیار کی جائے۔

جومو کنیاٹا کو تبلیغ اسلام

دوران تقریر میں آپ نے مشرقی افریقہ کے نامور ترین لیڈر جومو کنیاٹا کو اسلام کا پیغام پہنچانے کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا جب جومو کنیاٹا ابھی جیل میں ہی تھے تو ان تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی غرض سے انہیں سواحیلی ترجمہ قرآن مجید کا ایک نسخہ بطور تحفہ بھجوایا گیا۔ ہر چند کہ وہ ... تاہم انہوں نے بہت توجہ اور دلچسپی کیساتھ قرآن مجید کا مطالعہ کیا جب وہ رہا ہوئے تو ملک بھر میں بہت خوشی کا اظہار کیا گیا اور جگہ جگہ انکا استقبال ہوا۔ وہاں کے بعض مسلمانوں نے بھی آپ سے ملاقات کی اور انہیں ایک انگریزی کا ترجمہ قرآن پیش کیا۔ وہ اسے دیکھتے ہی فوراً ساتھ والے کمرے میں گئے اور سواحیلی ترجمہ قرآن مجید کا وہ نسخہ جو ہم نے انہیں جیل میں بھیجا تھا اٹھا لائے اور ان سے کہا میرے پاس یہ خود سواحیلی ترجمہ موجود ہے اور میں اسے شروع سے آخر تک چار مرتبہ پڑھ چکا ہوں اور میں اب اس کوشش میں ہوں کہ وقت نکال کر پانچویں مرتبہ اسے پڑھوں اور اس سے مزید استفادہ حاصل کروں۔ اس پر وفد کے ممبران بہت حیران ہوئے۔ اور اس کا وہاں بہت چرچا ہوا۔ مجھے خود وہاں کے مسلمانوں نے کہا کہ جومو کنیاٹا کے دل میں اسلام کا بیج آپ نے ہی ڈالا ہے۔ ان کی رہائی پر میں بھی ان سے ملنے گیا وہ بہت تپاک سے ملے میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ ایک خاص مقصد کے پیش نظر آپکو بہت عزت و اکرام کیساتھ جیل سے واپس لایا ہے وہ غرض یہ ہے کہ آپ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر اس ملک میں رہنے والے مختلف قوموں اور مختلف نسلوں کے لوگوں کیساتھ ایک جیسا سلوک کریں بلکہ غیر قوموں کے ساتھ احسان کے ساتھ پیش آئیں کیونکہ

ان اللہ یحب المحسنین۔

اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں کیساتھ محبت کرتا ہے میں نے اس موقع پر فتح مکہ کا ذکر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا واقعہ بھی بیان کیا اور بتایا کس طرح آپؐ نے

لا تثریب علیکم الیوم

کہہ کر اپنے دشمنوں تک کو معاف کر دیا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکی قوم ترقی کرے اور دنیا میں اسکی عزت بلند ہو تو آپ کو چاہیے کہ آپ اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں اور ایشیائی اقوام کے لوگوں کیساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں انہوں نے یہ سب باتیں توجہ سے سنیں اور کہا ملاحظہ کریں میں نے اپنے دل میں عہد کیا ہے کہ میں زبان سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکالوں گا جو دوسروں کیلئے کسی تکلیف یا پریشانی کا موجب ہو۔ فی الواقعہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بیانات اور تقریروں میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہا جو قابل اعتراض ہو۔

بلی گراہم کو روحانی مقابلے کی دعوت

آپ نے تقریر کے دوران عیسائیت کے کامیاب مقابلے کے ضمن میں اس شہرۂ آفاق چیلنج کا بھی ذکر کیا جو آپ نے امریکہ کے مشہور پادری منادِ ڈاکٹر بلی گراہم کو ان کی نیروبی میں آمد پر دیا تھا اور انہیں راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا تھا آپ نے فرمایا ڈاکٹر بلی گراہم نیروبی پہونچے تو میں نے سوچا انہیں علمی اور تبلیغی مقابلہ کے ساتھ ساتھ دعا کے مقابلے کی بھی دعوت دینی چاہیئے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مقابلہ کا اپنی تصنیف "تحفہ شہزادہ ویلز" میں ذکر فرمایا ہے۔ میں نے حضور کے ایک ادنیٰ غلام کی حیثیت سے ڈاکٹر بلی گراہم کو چیلنج دیا کہ وہ بعض لاعلاج مریضوں کو قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کریں جو مریض ان کے حصہ میں آئیں وہ عیسائیت کے نمائندے کی حیثیت سے اپنے خداوند یسوع مسیح کا واسطہ دے کر ان کی شفایابی کے لئے دعا کریں اور جو مریض میرے حصہ میں آئیں گے میں اسلام کے نمائندے کی حیثیت سے اپنے حی و قیوم خدا سے ان کی شفایابی کے لئے دعا کرونگا اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ خدا کی تائید و نصرت کسے حاصل ہے اسلام سچا مذہب ہے یا عیسائیت۔ اس چیلنج کا شائع ہونا تھا کہ مشرقی افریقہ میں شور پڑ گیا اور ہر طرف سے ڈاکٹر بلی گراہم پر زور ڈالا گیا کہ وہ اس چیلنج کو قبول کر کے عیسائیت کی عزت کو بچائیں۔ بیرونی ملکوں تک سے ان کے نام تاریں آئیں کہ وہ ضرور اس چیلنج کو قبول کریں۔ لیکن انہوں نے صاف راہ فرار اختیار کی اور کہا مجھے تقریر کرنی آتی ہے دعا کرنی نہیں آتی۔ ڈاکٹر بلی گراہم کا انکار کرنا تھا کہ دنیا بھر کے اخبارات میں ایک شور پڑ گیا اور اس چیلنج اور ڈاکٹر بلی گراہم کے ... رکی بے انتہا تشہیر ہوئی۔ اور یہ امر خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی سربلندی کا باعث بنا۔ اس واقعہ پر بعض اسمٰعیلیوں اور دوسرے مسلمانوں نے مجھے کہا شیخ صاحب آپ نے عیسائیت کے بالمقابل اسلام کے جھنڈے کو سربلند کر دکھایا ہے۔ اس کے بعد افریقیوں پر یہ اثر ہے کہ اسلام ایک زبردست روحانی قوت ہے اگر عیسائیت میں قوت موجود ہوتی تو بلی گراہم ضرور مقابلہ کرتا۔ اس کا فرار اختیار کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ عیسائیت روحانی قوت سے یکسر عاری ہے۔

اسلام کا درخشندہ مستقبل

تقریر کے آخر میں آپ نے افریقہ میں اسلام کے درخشندہ مستقبل پر روشنی ڈالتے ہوئے مشرقی افریقہ میں تبلیغی مساعی کو اور زیادہ وسیع کرنے اور وہاں کے لوگوں کی ہدایت کے لئے خاص طور پر دعائیں کرنے کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ شمالی مشرقی افریقہ کا مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ "اے افریقہ! تجھ پر سلام کہ تو نے ہمارے آقا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مظلوم صحابہ کو سب سے پہلے پناہ دی اور تیرے ایک بادشاہ نے اسلام کے پیغام کو محبت و احترام کے ساتھ سنا اور ایمان لایا۔ پس ہمیں زیادہ سے زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ افریقہ کو جلد از جلد اسلام کے نور سے منور کرے۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں افریقی باشندوں پر حقیقت اچھی طرح واضح ہو چکی ہے اور خود افریقی لیڈر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہی اس زمانہ میں اسلام کی روحانی سرحدوں کی محافظ ہے اور عیسائیت کے بالمقابل یہ جماعت ہی اسلام کا کامیاب دفاع کر سکتی ہے۔ وہاں کے حالات صاف اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ مستقبل میں افریقہ کا دائمی مذہب صرف اور صرف اسلام ہی ہوگا۔ ان حالات میں ہمیں چاہیے کہ وہاں اسلام کے جلد از جلد غالب آنے کے لئے خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کریں۔

تقریر ختم کرنے سے قبل آپ نے مشرقی افریقہ میں کام کرنے والے جملہ مبلغین اسلام اور جماعتوں کی طرف سے احباب کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ پہنچایا اور ان کی کامیابی اور ان کی مساعی میں غیر معمولی برکت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کی۔

درخواست دعا

رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ ... احمد صاحب ... یو۔ پی بعض عوارض سے بیمار ہیں علاج سے فائدہ نہیں ہو رہا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے

صدقات کے متعلق سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

ایک خاص پیغام

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک پیغام میں جماعت کے دوستوں کو صدقات کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ اور رد بلا اور جماعتی مشکلات کے ازالہ کیلئے صدقات کو سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا رستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی مشکلیں دور ہوں اس میں سب طاقتیں ہیں۔ جہاں بندہ کی عقل نہیں پہنچتی اس کا علم پہنچتا ہے خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں۔ صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔ صدقہ کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ تعلق باللہ سچا ہے یعنی تعلق باللہ کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ جو کام آپ نہیں کر سکتے وہ خدا کر دے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں روکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ اس کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کرے اس کے لئے کسی خاص مقدار میں مال کی شرط نہیں۔ بلکہ ہر شخص اپنی استطاعت اور حالات کے مطابق کچھ نہ کچھ صدقہ نکال سکتا ہے لہٰذا جماعت کے ہر فرد کو چاہیئے کہ وہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں کم از کم مہینے میں ایک بار باقاعدگی سے ضرور صدقہ دیا کرے۔ اور ہر وہ شخص جو حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ایسا کرے گا۔ یقیناً خدا تعالیٰ سے دہرے اجر کا مستحق ہوگا ایک صدقہ دینے کا دوسرے خلیفہ وقت کے ارشاد کی تعمیل کا۔

دوست یہ بھی یاد رکھیں کہ صدقہ کی جملہ رقوم قادیان میں بھجوائی جانی چاہئیں تاکہ مرکزی نظام کے ماتحت مستحقین پر خرچ کی جا سکیں۔ امید ہے کہ جملہ امراء صدر صاحبان عہدیداران مال اور مبلغین کرام اپنی اپنی جماعتوں میں حضور کا یہ پیغام دوستوں کو بار بار سنا کر صدقہ کی تحریک میں باقاعدگی کا اہتمام کریں گے۔ اور نئے شروع ہونے والے سال میں جماعت کی غیر معمولی ترقیات کے لئے خاص طور پر صدقات اور مسلسل دعاؤں پر زور دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ خوشی کی مختلف تقاریب پر مثلاً بچے کی ... تقریب نکاح کے موقعہ پر شادی کے موقعہ پر بچے کی پیدائش پر مکان کی تعمیر پر کامیابی امتحان کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔

احباب کرام ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام شکرانہ فنڈ میں کچھ نہ کچھ بھجوا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند از $\frac{6}{62}$ ۱۶ تا $\frac{7}{62}$ ۱۷

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مورخہ $\frac{6}{62}$ ۱۶ تا $\frac{7}{62}$ ۱۷ بغرض پڑتال حسابات وصولی چندہ جات اور تشخیص بجٹ ۶۳-۱۹۶۲ء کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ مندرجہ ذیل سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے کما حقہ تعاون فرما دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	شب ام	تاریخ روانگی	کیفیت
حیدر آباد	-	-	۱۶-۶-۶۲	
سرچاکاکولم	۱۷-۶-۶۲	۱	۱۸/ "	
ظہیر آباد	۱۹/ "	۱	۲۰/۰ "	
چندا پور	۲۱/ "	۱	۲۲/ "	
کرنول	۲۳/- "	۱	۲۴/- "	
چنتہ کنٹہ	۲۴/- "	۲	۲۷/- "	
ادھکور	۲۷/- "	۱	۲۸/ "	
دیو درگ	۲۸/ "	۱	۲۹/ "	
رائچور	۲۹/ "	½	۲۹/ "	
تیما پور مع شورا پور	۳۰/ "	۱	۱-۷-۶۲	
یادگیر	۲-۷-۶۲	۲	۴/ "	
بمبئی	۴/ "	۲	۵/ "	
باندہ	۶/ "	۱	۷/ "	
نندگڈھ	۷/ "	۱	۸/ "	
ہبلی مع دھارواڑ	۸/ "	۲	۱۰/ "	
شموگہ	۱۰/ "	۲	۱۲/ "	
ساگر	۱۲/ "	۱	۱۳/ "	
سوراب	۱۳/ "	½	۱۴/۰ "	
بنگلور	۱۴/ "	۲	۱۶/ "	
حیدر آباد	۱۷	-	—	

ضروری اعلان

مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب ملکانہ سابق انسپکٹر بیت المال کو نظارت ہذا نے کچھ رسید بکیں برائے وصولی چندہ جات ضرورت مند جماعتوں کو جاری کرنے کے لئے دی تھیں جو کہ انہوں نے اپنے دورہ کے وقت تقسیم کر دی تھیں۔ ان میں سے رسید بک نمبر ۲۵۱ کا ریکارڈ کسی وجہ سے نظارت ہذا میں درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ اگر کسی جماعت میں اس نمبر کی رسید بک موجود ہو تو وہ نظارت ہذا میں ارسال کر دے تاکہ ریکارڈ مکمل ہو سکے۔

ناظر بیت المال قادیان

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ جون ۱۹۶۲ء سے ختم ہے

۲۱۶۳ مکرم محمد احمد صاحب ... نوا
۲۱۶۴ " الیس آفتاب احمد صاحب ... دہلی
۲۱۶۵ " رحیم احمد خان صاحب ... بہار
۸۵ " محمد حنیف صاحب ... یوپی
۱۲۳۷ " سید صداقت حسین صاحب ... بہار

۲۸۴ مکرم شیخ محمد انعام الحق صاحب ...
۱۹۳۸ " ایم ابوالوفاء صاحب مبلغ کالیکٹ
۲۲۶ " نورالدین ابراہیم صاحب حیدرآباد دکن
۱۵۵۹ " سید منظور احمد صاحب بھوبنیشور اڑیسہ
۲۱۸۸ " مکرم سیدہ احمد خاتون صاحبہ ... اڑیسہ

۷۰ مکرم سیٹھ محمد عمر صاحب ... کلکتہ
۱۹۸۴ " جمیل احمد صاحب ... بہار
۱۶۰ " محمد علی ... صاحب غوری شاد نگر دکن
۱۳۳۲ " ایم ابراہیم صاحب پینگاڈی ملابار
۱۵۰ " ایچ قطب الدین صاحب کنڈہ پاڑا اڑیسہ

۲۱۵۱ - اے بی صاحب احمد باڑی ... دکن
۲۱۵۴ مکرم سید غلام احمد صاحب ... کٹک اڑیسہ
۲۱۵۵ " ڈاکٹر اے ڈی صاحب احمد علی ... (افریقہ)
۲۱۵۶ " مستری ظہور الدین صاحب ...
۲۱۵۷ " بی احمد صاحب پینگاڈی کیرالہ

خبریں

گورداسپور ۹ جون۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور شری بلونت رائے بہل نے اپنی ماہانہ پریس کانفرنس میں اخباری نمائندگان کو ہر ممکن تعاون دینے کا وعدہ کیا اور اپنے دفتر کو خصوصیت سے اس امر کی ہدایت کی کہ جن اصلاحی امور کی طرف اخباری نمائندگان کانفرنس میں توجہ دلائیں ان پر فوری کارروائی کی جایا کرے اور بتایا کہ وہ پریس کی طرف سے ہر تعمیری تنقید کا کھلے دل سے استقبال کریں گے۔ اس موقعہ پر شری گوربھگت سنگھ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور نے جرائم سے متعلق بتایا کہ ماہ مئی میں ۱۱۱ بدمعاشوں کو جن میں سے تحصیل بٹالہ کے زیادہ ہیں۔ زیر دفعہ ۱۰ اگرفتار کیا گیا سری ہرگوبندپور سے ایک سورن سنگھ نامی سرغنہ جس کے ساتھی تین ملزمان اجیت سنگھ سنت سنگھ اور گوربخش سنگھ کو گرفتار کرلیا یہ ملزمان چوریاں اور نقب زنی کرتے تھے۔ ان کے علاوہ ایک اور ملزم کپور اسسٹنٹ کمپنی تھانہ سری ہرگوبندپور کو بھی چوری کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔ ملزم نے دسوہہ سے ایک سلائی کی مشین پستول اور کارتوس چرائے تھے۔ کل جرائم ۵۴۸ درج ہوئے گزشتہ سال ۶۱۸ جرائم درج کئے گئے تھے ۱۵۸ مقدمات ایکسائز اور افیم کے پکڑے گئے ۱۹۶۱ء میں ۱۰ قتل ہوئے جبکہ ۱۹۶۲ء میں ۹ قتل ہوئے۔ سورن سنگھ ملزم جالندھر ضلع اور ضلع گورداسپور میں کئی مقدمات میں ماخوذ تھا سی آئی اے سٹاف نے گرفتار کر لیا۔

نئی دہلی ۹ جون۔ ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ چین نے شمالی لداخ کے جس علاقہ پر زبردستی قبضہ کر رکھا ہے وہاں اس نے اپنی فوجی چوکیوں کو کمک پہنچانے کے لئے کچھ ہلکے ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں بھی بھیج دی ہیں۔ چینیوں نے رسل و رسائل کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے دریائے چپ چپ کے علاقے میں کچھ سڑکیں اور راستے تعمیر کر لئے ہیں۔ پچھلے چند ہفتوں میں یہاں چینیوں کی کچھ لاریاں بھی دیکھی گئی ہیں۔

بمبئی ۱۰ جون۔ شری لال بہادر شاستری ہوم منسٹر نے آج یہاں کانگرس ورکروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لوگوں میں اپنے آپ پر کنٹرول کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ کیونکہ اس جذبہ کے بغیر قومی یکجہتی کے راستہ میں مشکلات آتی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ جمہوریت کبھی تب تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ لوگوں کو اپنے آپ پر کنٹرول حاصل نہیں ہوتا۔

لندن ۱۰ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ کمیونسٹ چین نے بھی روس سے جدید طرز کے ہوائی جہاز خرید نے کا آرڈر بہت عرصہ پہلے دیا تھا۔ لیکن ابھی تک جہاز سپلائی نہیں کئے جا سکے۔ چین نے اس تاخیر کے خلاف شکایت کی ہے۔ اس کی طرف سے یہ واویلا بھی کیا جا رہا ہے کہ روس نے جو قیمت چین سے طلب کی ہے بھارت کو اس سے کم داموں پر ہوائی جہاز مہیا کئے جا رہے ہیں۔ چین کے اس رویہ کی وجہ سے ماسکو کے ساتھ اس کے تعلقات مزید کشیدہ ہو گئے ہیں۔

پیکنگ ۱۰ جون۔ کمیونسٹ چین سرکار نے بھارت سرکار کو ایک اور مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ بھارت سرکار اس رقبہ سے جسے چین اپنا علاقہ کہتا ہے اپنی فوجی چوکیاں اٹھا لے اور اپنی فوج واپس بلا لے۔ چین نے بھارت سرکار پر اشتعال انگیز کارروائیوں کا الزام لگایا ہے اور کہا ہے کہ وہ ان اشتعال انگیز کارروائیوں کو بند کرے یہ مراسلہ بھارتی سفیر متعینہ پیکنگ کو دے دیا گیا تھا بھارت سرکار کے ۱۴ مئی کے مراسلہ کے جواب میں ہے چین سرکار نے الزام لگایا ہے کہ بھارت کی جارحانہ اور اشتعال انگیز کارروائیوں کی وجہ سے بھارت چین سرحد پر صورت حال بڑی خطرناک ہو گئی ہے۔ چین نے کہا ہے کہ چین سرکار طاقت کے استعمال کی کسی بھی دھمکی کے سامنے نہ جھکے گی بلکہ چین سرکار نے بھارت کا مراسلہ مسترد کر دیا۔ چین نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ بھارت نے نہ صرف اپنی فوجیں ان علاقوں سے ہٹانے سے انکار کر دیا ہے۔ بلکہ بڑی عیاری سے یہ دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ وہ ان علاقوں کی جس میں اس نے فوجیں بھیج رکھی ہیں۔ حفاظت کے لئے ذمہ وار ہے۔ چین سرکار کا کہنا ہے کہ بھارت کا یہ رویہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ بھارت چین کے علاقہ پر ناجائز قبضہ رکھنے پر تلا ہوا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے وہ خونخوار تصادموں سے بھی گریز نہیں کرتا۔

نئی دہلی ۷ جون۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے نئے منتخب ہوئے صدر شری ڈی سنجیویہ نے آج صبح راج گھاٹ پر مہاتما گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھائے۔

شری سنجیویہ پہلے کانگریس پردھان ہیں۔ جو دہلی میں منتخب ہونے کے بعد آل انڈیا کانگریس کے دفتر میں گئے۔ اور وہاں کے تمام کرمچاریوں سے ملاقات کی۔ نیز انہوں نے دفتر کے مختلف کام اور شعبوں کا معائنہ بھی کیا۔

راولپنڈی ۷ جون۔ پاکستان نے فضا میں راکٹ چھوڑنے کا ایک کامیاب تجربہ کیا۔ سرکاری اعلان میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ دو منزلہ راکٹ جس کا نام رہبر اول رکھا گیا ہے دو ہزار چار سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے فضا میں اسی میل کی بلندی تک گیا۔ اس کا وزن اسی پونڈ بتایا گیا ہے۔ ڈھیلا اور کراچی میں خاص قسم کے کیمرے اس کے مشاہدے کے لئے لگائے گئے تھے جن میں اسکو دیکھا گیا پاکستان کے سائنس دانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ راکٹ پرزوں کو جوڑ کر خود انہوں نے تیار کیا اور اس سلسلہ میں کسی غیر ملکی سائنس دانوں کی امداد حاصل نہیں کی۔ گذشتہ سال پاکستان کے صدر ایوب نے سائنس دانوں کی ایک فضائی کمیٹی قائم کی تھی جس کا مقصد فضا کو پر امن مقاصد کے لئے استعمال کرنا تھا۔ اس کمیٹی کے صدر پروفیسر عبدالسلام تھے۔ اس میں پاکستان کے اٹامک طاقت کی کمیٹی کے چیئرمین اور محکمہ موسمیات کے ڈائریکٹر بھی شامل تھے۔ اس راکٹ کا مقصد موسم کا پتہ لگانا ہے کہ اس کے ذریعہ بحیرۂ عرب پر بادلوں اور موسم کی تحقیقات کی جا سکے گی۔ اعلان کیا گیا ہے کہ اس کمیٹی کی طرف سے ابھی اور کئی راکٹ چھوڑے جائیں گے۔

جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب دوبارہ صدر میونسپل کمیٹی منتخب ہو گئے

قادیان ۳۱ مئی۔ آج میونسپل کمیٹی قادیان کے صدر کا انتخاب تھا۔ اس موقع پر میونسپل ہال میں جملہ ممبران کمیٹی نے متفقہ طور پر جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ کو پریذیڈنٹ منتخب کیا۔ سردار صاحب نے انتخاب کے بعد تقریر کرتے ہوئے ممبران کے تعاون۔ سٹاف کمیٹی کی مستعدی اور اطاعت گذاری اور قادیان والیوں کی امداد کا شکریہ ادا کیا

اس موقع پر جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب ممبر کمیٹی و امیر جماعت احمدیہ نے ممبران کی طرف سے یقین دلایا کہ وہ سردار صاحب سے جس طرح پہلے تعاون کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر آئندہ بھی تعاون کریں گے۔ جناب سردار سنتوکھ سنگھ صاحب چیمہ ہیڈ ماسٹر خالصہ سکول نے قادیان کی پبلک کی طرف سے سردار صاحب کی خدمات کو سراہا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کے دوبارہ صدر منتخب ہونے پر مسرت کا اظہار کیا۔ سیکرٹری کمیٹی شری بودھ راج نے بھی سٹاف کی طرف سے تعاون کا یقین دلایا۔

بعد ازاں دعوت چائے دی گئی۔ جس میں علاوہ ممبران کے بعض پبلک کے معززین بھی شریک ہوئے۔ (نامہ نگار)

ایک غلط خبر کی تردید

مورخہ ۵/۲۳ ۶۲ کو مختلف اخبارات میں یہ غلط خبر شائع ہوئی کہ ڈاکٹر بشیر احمد احمدی بغیر محصول ادا کئے میونسپل حدود کے اندر ادویہ لاتے ہوئے پکڑے گئے۔ اور ان سے علاوہ محصول کے مبلغ آٹھ روپیہ جرمانہ وصول کیا گیا۔ یہ خبر اصل واقعہ کے خلاف شائع ہوئی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے کسی دوست کو جو بٹالہ جا رہا تھا۔ کچھ ادویہ وہاں سے خرید کر لانے کے لئے کہا۔ وہ دوست ادویہ خرید کر لائے اور چونکہ وہ محصول کے متعلق واقف نہ تھے کہ ان ادویہ کا محصول ادا کرنا ہے یا نہیں اور وہ ہی سکوٹر چونگی پر کھڑا نہ ہوا۔ اسلئے وہ محصول ادا کئے بغیر ادھو پر آ گئے جب انسپکٹر صاحب چونگی نے ان سے محصول کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ادویہ ڈاکٹر بشیر احمد نے میرے ذریعہ منگوائی تھیں اور مجھے معلوم نہ تھا کہ ان کا محصول ہے اور نہ ہی سکوٹر چونگی پر ٹھہرا۔ اگر ان کا محصول ہے تو میں دینے کے لئے تیار ہوں چنانچہ محصول دیا گیا۔ اور حسب قواعد جرمانہ بھی ادا کیا گیا ڈاکٹر بشیر احمد نہ خود ادویہ لائے اور نہ انہوں نے محصول سے بچنے کی کوشش کی خبر درست شائع نہیں ہوئی۔